اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلیٰ وہو الخلاق العلیم

الحمد للہ کہ تحریرات حضرت مولانا محقق فرید العصر وحید الدہر مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی در باب حل مسئلہ رسالہ تحذیر الناس ملقب

مناظرہ عجیبہ

باہتمام و تصحیح مولوی محمد حسن ابن مولوی احمد حسن تغمدہ اللہ بغفرانہ

در مطبع [illegible] واقع [illegible] مراد آباد باہتمام محمد ابراہیم طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر والصلوٰۃ والسلام علی محمد الذی ہو اول المخلوقات وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد بندہ محمد حسن ابن مولانا احمد حسن مرادآبادی تغمدہ اللہ بغفرانہ عرض پرداز ہے کہ حضرت مولانا جامع العلوم مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے رسالہ تحذیر الناس ارقام فرمایا اور طبع ہوکر شایع ہوا تو مطاع بندہ مولوی محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اوسپر چند اعتراضات نہ بطور جدل بلکہ برای تحقیق حق ایسے سخت اور مشکل ارقام فرمائے کہ اون کا حل مصنف ہی سے ہوسکتا تھا چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ کی خدمت مین وہ اعتراضات بسبیل ڈاک پہونچے اور مصنف نے اونکا جواب باصواب تحریر فرماکر مولوی عبدالعزیز صاحب کو روانہ فرمایا پھر تو سلسلہ مناظرہ ایسا گرم ہوا کہ سال بھر تک ہر دو جانب سے خط وکتابت موقوف نہ ہوئی چونکہ گفتگو محض تحقیق حق کے واسطے تھی نہ بربنائے نفسانیت لہذا آخر خط مین فیصلہ ہوگیا یہ تحریرات من اولہا الی آخرہا بندہ کے پاس موجود تھی چونکہ یہ مناظرہ رسالہ تحذیر الناس کے لئے گویا شرح تھا اور مشکل اور باریکی کا اسمین حل تھا تو ضرور ہوا کہ یہ مناظرہ بھی مثل تحذیر الناس طبع کیا جاوے لیکن بوجہ علائق وموانع یہ بندہ معذور رہا اب حسن اتفاق سے اللہ جل جلالہ نے اس بندہ کو توفیق عطا فرمائی تو ہدیہ ناظرین کرتا ہون ۔ امید کہ ناظرین بندہ کو بھی دعا سے محروم نہ رکھین ۔

جوابات محذورات عشرہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب امروہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوۃ کے جواب محذورات مولانا عبد العزیز مدظلہ عرض کرتا ہون۔

محذور اول - جبکہ موصوف بالذات موقوف علیہ موصوف بالعرض کا ہوتا ہے تو ضرور ہی کہ مقدم بالذات یا بالزمان ہو تاخر زمانی اوسکو کیسے لازم ہے یہ فرماوین کہ مقدم بالذات کو کیونکہ تاخر بالزمان لازم ہے۔

جواب - مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہی اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہین علی الاطلاق کہیے یا بالاضافت سو جیسے اس تقدم وتاخر کے اجتماع کا تسلیم کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے اسیطرح موصوف بالذات بالنبوۃ کا تقدم اور پھر تاخر دونون مجتمع ہو سکتے ہین اتنا فرق ہے کہ یہ اجتماع جو آپکے نزدیک منجملہ اجتماع المتضادین ہے ورنہ پھر اعتراض ہی کیا تھا یون ہی قضیہ اتفاقی ہے اور میرے نزدیک

قضیہ لزومی اور اگر یہ غرض ہے کہ ملزوم ذاتی ہوتا تو تاخر زمانی جائز ہوتا لازم کیون ہوا تو اسکا
جواب یہ ہے کہ یہان لزوم ذاتی نہین لزوم خارجی ہے اور لزوم خارجی مین ذات ملزوم مقتضی ذات
لازم نہین ہوتی معروض لازم اور محل وقوع وقابل ہوتی ہے ورنہ لزوم ذاتی ہونا لزوم خارجی ہونا
اسلئے اس صورت مین لازم وجود خارجی ملزوم مین بالعرض ہوگا جسکے لئے بالذات کی ضرورت ہے
سو جسکے لئے یہ لازم بالذات لازم ہے وہی علۃ بالذات لازم ہے پر علۃ وقوع لازم علی اللزوم الخارجی
کوئی اور امر ہوتا ہے بغرض تحقیق لزوم یہ گذارش ہے کہ یہان لزوم وجود ہے لزوم ذات نہین علۃ ثالثہ
مقتضی لازم معلوم ہے خود ذات ملزوم مقتضی اور علۃ نہین اسلئے بلحاظ ملزوم تو جواز ہی پر بلحاظ علۃ
موجب اللزوم لزوم ہے مگر اقتضاء علۃ ثالثہ ہی وجود خارجی ہی مین منحصر ہے وجود خارجی اور
ذہنی دونون کو مشتمل نہین ورنہ لزوم ذات بالمعنی الاخص نہوتا تو بالمعنی الاعم ہی ہوجاتا بہرحال
لازم ذات کی دو قسمین ہین جہان خود ذات ملزوم مقتضی لازم ہوتی ہے وہان تو جیسی ملزوم کے
تحقق کو لازم کا تحقق لازم ہوتا ہے ایسے ہی ملزوم کے تصور کو لازم کا تصور بھی لازم ہوتا ہے اور
جہان مقتضی لازم کوئی امر ثالث ہوتا ہے اور پھر وہ امر ثالث علۃ ملزوم بھی ہو تو ملزوم اور لازم از قسم
معلول علۃ ثالثہ ہوتی ہین اور وجوداً اور ذہناً لازم یکدیگر رہتے ہین اور ایک کے تصور کو اگرچہ
بے واسطہ دوسرے کا تصور لازم نہو پر دونون کے تصور کو جزم باللزوم لازم ہوتا ہے اب سنئے کہ
روح پر فتوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو اصل موصوف نبوت ہی ارواح انبیاء باقیہ کے لئے علیہم السلام
موقوف علیہ ہے اور اس وجہ سے آپکو تقدم بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیت روحانی کو تولد جسمانی لازم نہین
اور آپ کے نزدیک لازم ہو تو ثابت کیجئے اور اول ما خلق اللہ نوری وغیرہ مضامین کی تغلیط فرمائیے البتہ
وجوہ معروضہ مکتوب تحذیر الناس تولد جسمانی کی تاخر زمانی کے خواستگار ہین اسلئے کہ ظہور تاخر زمانی کے
سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہین ہان ایک صورت تھی کہ سب مین اول یا بعض سے اول

آپ پیدا ہوتے اور نبوت آپ کو سب کے بعد عنایت ہوتی اس صورت مین قطع نظر اس سے کہ باوجود مادہ قابل اور بلوغ اشد نبوت بالفعل کیون نہ عطا ہوئی اور مرتبہ بالقوۃ کو باوجود شرائط فعلیۃ عطا نہوئی بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ متبوع حقیقی ایک زمانہ دراز تک نبوت مین اورون کے تابع رہین یا یون کہئے کہ اکمل افراد الانس جنکی شان مین وارد ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یون ہی ایک زمانہ دراز تک مرفوع القلم رہے بہرحال توقف معلوم اگر ہے تو بین الارواح ہے بین الاجسام نہین بین الاجسام اگر ہے تو اور توقف ہے جس سے قضیہ تقدم و تاخر منعکس ہو جاتا ہے یعنی وجود روحانی مین تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود جسمانی مین حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل علیہم السلام ابا کرام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم موقوف باقی رہا انا انت ہو وغیرہ ضمائر کا اطلاق روح اور جسم دونون پر عرف عام مین معروف ہی کبھی مین اور آپ انا اور انت بہ نسبت اپنی یا کسی دوسری کی روح کے بولتے ہین اور علی ہذا القیاس کبھی بہ نسبت جسم کے کبھی کہتے ہین مین نے مارا یا مجکو مارا اور ظاہر ہے کہ یہ سب احکام جسمانی ہین اور کبھی کہتے ہین کہ مجکو غصہ آیا یا مجہپر غصہ آیا یہ سب احکام روحانی ہین علی ہذا القیاس مصداق اسما بہی عرف عام مین دونون ہوتے ہین سو مین نے ایک اسم واحد کے لئے تقدم ذاتی یا زمانی اور نیز تاخر زمانی اگر ثابت کر دیا تو کونسا محذور لازم آیا اور اگر لازم آتا ہے تو مجہپر اور آپ پر دونون پر لازم آتا ہے پہر یہ کونسا انصاف ہے کہ جواب دہی صرف میرے ہی ذمہ ہوا اور اگر یہ سزا اس جرم کی ہے کہ مین نے موقوف علیہ کیون کہا اول ما خلق اللہ نوری کیون نہ کہا تو اب سہی مگر پہر بہی وجہ اس تخصیص سزا کی اس جرم کے ساتہ بہی کچہ چاہئے۔

محذور ثانی حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتہ ایسی موصوف بالذات غیر مکتسب

من الغیر ہین جیسے واجب الوجود تعالی موصوف بوجود بالذات ہے اور معلوم ہے کہ وجود واجب الوجود عین ذات ہے کما ہو الحق یا مقتضای ذات کما ہو عند المتکلمین پس فرماوین کہ نبوت خاتم کیونکر عین خاتم یا مقتضاء ذات خاتم غیر مکتسب من الغیر ہے۔

جواب۔ لفظ کیونکر سے اگر سوال کیفیت مدنظر ہے تو آپ پہلے کیفیت عینیۃ وجود خداوندی یا کیفیۃ مقتضائیۃ وجود خداوندی بتلائے پھر مجھسے سوال کیجئے اور اگر استفسار علتہ عینیۃ ومقتضائیۃ ہی تو بہی اول آپ ہی ارشاد فرماوین اور اگر کوئی مقدمہ بدیہی آپ کے نزدیک مخالف عرض احقر ہے اور تفصیل مخالفت یہ ہے کہ بقیاس وجود واجب میرے ذمہ عینیۃ یا مقتضائیۃ لازم ہے اور وہ مقدمہ اسکے مخالف خبر دیتا ہے تو اول اُس مقدمہ سے خبردار فرمائے شاید بوجہ حدس یا صفاء ذہن آپ اُس سے مطلع ہون اور مجکو اُسکی خبر نہو کیونکہ آج تک اس لزوم اور مخالفتہ سے مین مطلع نہین آپ اور نیز ماہران معقول اغلب یہ ہے کہ تسلیم فرمائین گے اور بوجہ ناحق کی حجتین نکال کر دوبارہ مجکو لو بنائین گے لیکن جو انصاف کو کام فرمائین گے اور فہم دست برداری نہو گی تو انشاء اللہ تعالی اسبات کو آپ ہی اور نیز تمام اہل حق اور اہل عقل بسروچشم ہی کہین گے کہ تمام لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی عن الذات ہوتے ہین اور اس وجہ سے مرتبہ ذات مین مصداق لازم ذات کو ماننا ضرور ہے ورنہ نشو ونما اور خروج قبل وجود خارج لازم آئیگا الغرض مخرج ومصدر ہین بالمعنی الاخص وجود خارج وصادر قبل خروج وصدور ضرور ہے لیکن چونکہ بحث لزوم ہے تو یہ خروج وصدور مستلزم انعدام مصداق لازم فے مرتبۃ الملزوم نہو گا ورنہ بالبداہتہ انفکاک ممکن ہوگا اسلئے کہ ماحصل لزوم اس وقت فقط اتصال مشابہ اتصال متبائنین ہوگا اور ظاہر ہی کہ اتصال متبائنین قابل زوال اور ممکن الانفکاک ہوتا ہے اس صورت مین ضرور ہے کہ مرتبہ خارج مرتبہ مندمج فے الذات سے ضعیف ہوگا اور وہ شدید ورنہ تساوی علتہ ومعلول فی الشدۃ والضعف لازم آئیگی اور یہ بات آپ خوب جانتے ہین کہ صحیح ہے یا غلط جب یہ بات ذہن نشین ہوچکی تو اب اور سنئے کہ عرض

علے المعروض اسی خروج اور خارج ہی کا طفیل ہوتا ہے امر خارج مخرج کے ساتھ انتساب صدور رکھتا ہے
اور اس وجہ سے اُسکو فاعل کہین تو بجا ہے اور معروض کے ساتھ انتساب وقوع رکھتا ہے اور اس وجہ سے
اُسکو مفعول کہین تو زیبا ہے الغرض حصہ واحد از وصف واحد دونون مین مشترک ہوتا ہے جب یہ
تطفل معلوم ہوگیا اور ایک کا دوسرے کی نسبت طفیلی ہونا جو ماحصل اس قضیہ مشہورہ کا ہے کہ ہر بالعرض
کے لئے کوئی بالذات چاہئے ظاہر ہوگیا تو اب سنئے وجود ممکنات بالذات وذاتی نہین بالعرض ہے اور وہ
بالذات جو ہر بالعرض کے لئے چاہئے یہان وہ وجود ہے جو ذات بحت سے صادر ہوا ہے اور اس وجہ سے
اُسکو لازم ذات خداوندی کہنا ضرور ہے اور اسی کو محققین صوفیہ کرام صادر اول اور وجود منبسط اور
نفس رحمانی کہتے ہین اس وجود کو تو عین ذات کوئی نہین کہتا اور اگر بعض اکابر نے اسی کو ذات
قرار دیا ہے تو وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا کہئے کہ اُنکا ادراک کسی وجہ سے یہین منتہی ہوگیا اگرچہ ادراک
بالشاہدہ سب کا یہین منتہی ہوتا ہے اور وہ وجود جو مندمج فی الذات ہے وہ لاریب عین ذات ہے
مثل صادر اول مقتضاء ذات اور لازم ذات نہین مگر یہ قاعدہ فقط صادر اول ہی مین اس وقت
منحصر نہوگا بلکہ تمام صادرات اول ہون یا ثانی وثالث وغیرہ اور ہون گے اور مصدر ومخرج اور مگر ہر صادر
کے لئے جدا مصدر ہے اور ہر خارج کے لئے جدا مخرج اگرچہ فرق اعتباری ہے کیون نہو اس تقریر پر
محققین اور متکلمین مین بجز نزاع لفظی اور کچھ نہوگا جو یون کہا جائے کہ یہ حق ہے اور یہ ناحق باقی رہا
لاعین ولاغیر ہونا اسکا ذکر اس مقام مین اگر بے محل نہوتا تو آپکی خدمت مین اسکی تفسیر ہی عرض کرتا
چلتا تاہم سنئے کہ جیسے علم کو عین عالم نہین کہتے حالانکہ علم بمعنی قوۃ علمیہ جو اصل مبداء انکشاف ہے
یعنی مثل نور بذات خود منکشف ہے اور صور کے لئے جسکو اور صاحب مبداء انکشاف کہتے ہین کاشف
ذات عالم ہی سے صادر ہوتا ہے اور یہان بھی وہی صدور اور خروج کا قصہ ہے ایسے ہی اطلاق وجود
بھی ذات بابرکات پر ناروا کہئے تو بجا ہے جیسے اطلاق دھوپ شعاع خارج من الشمس پر اور اطلاق

شعاع نور مندمج فی ذات الشمس پر نار وا ہے اور کیون نہو مرتبہ محکوم بہ یہان مرتبہ محکوم علیہ کی
نسبت ناقص ہے اور اطلاق مفہوم ناقص مصداق کامل پر نار وا ہے اور یہہ نسبت بہ آسامی ان مراتب
کے ساتھ مخصوص اگرچہ جنس مشترک سب کی ایک ہی کلی مشکک ہو کلی متواطی گو نہو ایسے ہی علم
عالم وجود موجود وغیرہ مفہومات اور مصادیق کو خیال فرمائیے بالجملہ مرتبہ صادر مثل دیگر صادرات
منجملہ صفات ہے گو اُسکو صفات مبحوث عنہا مین نہ رکہا ہو اور اس وجہ سے کوئی اُسکو صفت نہ کہتا ہو
لیکن ایسی ہی نبوۃ اور نبی کو بشرطیکہ نبوۃ ذاتی ہو یعنی منجملہ صادرات ہو از قسم واقعات نہو خیال
فرمائے نبوت بمعنی ما بہ النبوۃ جسمین کلام ہے اور جسکا وصف ذاتی ہونا متصور ہے اگر کہین بالذات
ہوگی تو منجملہ صادرات ہوگی از قسم اوصاف واقعہ من الخارج نہوگی اور صادرات کو آپ سن ہی چکے ہین کہ
مقتضاء ذات مصدر ہوتے ہین عین مصدر نہین ہوتے ہان مرتبہ ذات ہی عاری نہین ہوتا سو اگر اطلاق
مفہوم صادر بطور اشتراک ذات مصدر پر باین وجہ درست ہے کہ وہ ہی عاری عن اصل الوصف نہین ہوتی
تو اطلاق نبوۃ بمعنی مذکور ہی درصورت صدور مفروض درست ہوگا اور نہین تو نہین اور اگر اطلاق مین اتباع
عرف عام یا خاص ہے اور اس وجہ سے کہین اطلاق کرتے ہو کہین نہین کرتے تو ہو سکتا ہی کہ وجود بوجہ عرف
عام یا خاص عرف صوفیہ کرام رحمہم اللہ مرتبہ ذات پر بھی بولا جاتا ہو اور نبوت مرتبہ ذات نبی پر بولی جاتی ہو
مگر مرتبہ صادر کی مقتضاء ذات نبی ہونے مین کچہ تامل نہین مگر شرط یہ ہے کہ نبوۃ سے نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ
مراد لیجئے اور ادہر نبوۃ کو وصف ذاتی بمعنی صادر من الذات قرار دیجئے اب دیکھئے نبوۃ کا مقتضاء ذات ہونا بھی
واضح ہوگیا اور عین ہونا ہی ظاہر ہوگیا ہان وہ خلجان جو بوجہ نہ معلوم ہونے حقیقت نبی کے اس مقام پر
عارض حال ہو سکتا ہے باقی رہا سو اُسکے مٹانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جیسے بشریت مین انبیاء
علیہم السلام مماثل امت ہوتے ہین ایسے ہی مرتبہ حقیقت روحانی مین نوع علیحدہ ہوتے ہین خواہ یہ علیحدگی
از قسم تشکیک رکہئے اور ایک وجہ سے یہ خیال بجا ہے خواہ از قسم تباین اور ایک وجہ سے یہ خیال حق ہے

الغرض مماثلت جسمانی فی مقتضیات الجسمیۃ اسبات کے خواہان نہین کہ مراتب روحانی مین بہی ایسے ہی مماثل ہون۔ تفاوت مراتب ہرگز نہو یہی وجہ ہے کہ جیسے قل انما انا بشر مثلکم آیا ہے ایسے ہی قالوا ہذا الا بشر مثلنا بہی آیا ہے جس سے بشرط ذوق سلیم یہ بات عیان ہے کہ کفار کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا اور انبیا علیہم السلام کو مثل اپنی سمجہنا ہی غلط ہی سو مضامین متعارضہ فی الظاہر کی تطبیق باہمی اسیطرح متصور ہے جیسے مین نے عرض کیا الغرض انبیاء علیہم السلام کو اپنا سا تصور فرمائی اور پہر اس قیاس نبوت کے عین و مقتضا ہونے کو انکار نہ کیجئے اگر یہ قیاس صحیح ہوتا تو ہم بہی نبی ہوتے

محذور ثالث۔ صراحۃً فرماتے ہین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات صلی اللہ علیہ وسلم موصوفین بالعرض کے لئے واسطہ فی العروض ہین اور تمثیل واجب الوجود سے بہی اسیطرف اشارہ ہے کیونکہ وہ بہی ممکنات کا واسطہ فی العروض ہے اور معلوم ہے کہ ذو واسطہ فی العروض عاری عن الوصف ہوتا ہی جیسے ممکنات عند التحقیق عاری عن الوجود ہین الاعیان الثابتۃ ماشمت رائحۃ من الوجود اگرچہ نسبت وصف کی طرف ذی واسطہ ایجابا مجازا کرتے ہین مگر حقیقت سلب کرتے ہین پس لازم آیا کہ انبیاء موصوفین بالعرض عاری عن النبوۃ مثل ممکنات عاری عن الوجود کے ہون اور سلب نبوۃ کا حقیقۃً انکنسے درست ہوا اور یہی واسطہ فی العروض ذی واسطہ سے وجوداً متحاز و ممتاز نہین ہوتا جیسے جسم لون کا واسطہ فی العروض تحیز مین ہے اور ممتاز فی الوجود نہین ایسے ہی واجب ممکن سے متحاز فی الوجود نہین پس چاہئے کہ انبیاء موصوفین بالعرض ممتاز فی الوجود موصوف بالذات سے نہون اور یہی وجوہ واسطہ فی العروض وصف متعدد بالشخص نہین ہوتا بلکہ ایک ہی وصف دو موصوف کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے ایک تحیز جسم اور لون دونون کی طرف اور ایک وجود واجب اور ممکن دونو کی طرف منسوب ہی اور یہان وصف نبوۃ ہر نبی کو جدا جدا عارض ہے پس واسطہ فی العروض کیونکر بنتا ہی۔

جواب۔ مولانا آپکو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیتہ سے

تماشا ہے کہ وہابیون کو بدنام کرین اور آپ اُنکا کام کرین واقعی خداوند عدل کی طرف سے یہ اُس تہمت کا جواب ہے جو محبیان سنت کے ذمہ لگائے گئے تھے مولانا قبل از جواب بہ گذارش کہ افضلیتہ اور مفضولیتہ اثار تشکیک مین سے ہین کیونکہ افضل اور مفضول اگر ایک کلی مشکک کے افراد نہون گے تو یا تو ایک کلی متواطی کے افراد ہون گے یا دو کلی متبائن کے اشخاص پہلی صورتمین تو فرق اشدیتہ و اضعفیتہ وغیرہ اقسام تشکیک کی کوئی صورت نہین اور افضلیتہ مین ہی اشدیتہ وغیرہ ہوتے ہین اور مفضولیتہ مین اضعفیتہ وغیرہ اور دو کلی کے اقسام مین بہت ہون گے تو بہ نسبت منشہ جنکو تساوی اور کمی اور بیشی کے ساتہ تعبیر کرتے ہین متصور نہین خواہ تساوی ہو اور کمی بیشی فی الکم ہو جو ان سب کے لئے اصل موضوع ہے یا تساوی کمی بیشی فی الکیف ہو جیسے اکثر بولا کرتے ہین النفس ہے ہین وصف مین کمی بیشی یا مساوات ہو اُس وصف کا اشتراک دونون جا بدیہی ہے اور جب افضلیتہ کے لئے تشکیک کی ضرورت ہوئی تو تشکیک کے لئے سنئے عرض منجانب الی جانب کی ضرورت ہے یعنی کہین وہ وصف مبحوث عنہ ذاتی بمعنی بالذات ہو اور کہین عرضی بمعنی بالعرض ورنہ اس تفاوت مراتب کی پہر کوئی صورت نہین وصف واحد متعدد وصف واحد کیونکہ ایک معلول کے لئے دو علتین نہین ہو سکتی ورنہ خدا کا تعدد ہی ممکن ہوگا اسلئے تشکیک کے لئے ضرور ہے کہ کہین وصف مشکک ذاتی بمعنی بالذات ہو اور کہین عرضی بمعنی بالعرض پہر جہان بالعرض ہو کہین بوجہ مزید حسن قابلیت وصف مقبول کی شدہ ہو جیسے نور کا ظہور آئینہ مین ہوتا ہے اور کہین بوجہ نقصان قابلیتہ وصف مذکور ضعیف ہو جیسے زمین کا حال وقت عرض نور معلوم ہوتا ہے سو موصوف بالذات تو افضل تام اور اکمل علی الاطلاق ہوتا ہے اور کوئی موصوف بالعرض اگر بوجہ حسن قابلیت کسی دوسرے موصوف بالعرض ناقص القابلیت سے افضل ہوتا ہے تو اول تو اُس موصوف بالعرض سے کمتر ہوتا ہے جسکی قابلیتہ اس سے بہی زیادہ ہو اور اگر فرض کیجے یہی سب مین زائد قابل ہے تو موصوف بالذات سے تو بہر حال کم ہی رہیگا کیونکہ

موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کے تساوی ہی اگر ممکن ہو تو ممکنات کا خدا کی برابر ہو جانا ممکن اور زیادتی اگر متصور ہو تو تساوی چھوڑ افضلیۃ متصور ہے بہر حال موصوف بالذات تو تمام موصوفین بالعرض سے موجود فی الخارج ہوں یا بقدر الوجود افضل ہوتا ہے اور سوا اوسکے اور کسیکی افضلیۃ ایسی عام اور اشمل اور مطلق نہیں ہوتی سو آپ اگر مدعی افضلیۃ تامہ عامہ مطلقہ بہ نسبت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو موصوف بالذات اور واسطہ فی العروض ہونا بھی آپکا آپکو ماننا پڑیگا ورنہ ہم تو نہیں کہہ سکتے بظاہر اقرار افضلیۃ ہوگا تو درپردہ انکار افضلیۃ بھی ساتھ ہی ہوگا بدآپکی انصاف پرستی سے اس وقت اس بات کا امیدوار ہوں کہ جیسے مشہور ہے ؎ متاع نیک ہر دوکان کہ باشد اس بات کو اگرچہ قاسم ہی کی کہی کیوں نہو تسلیم ہی فرماوینگے ورجیسے کسینے کہا ہی ناحق کی جبین نہ مرجان نکلئے ؎ سخن پروری لفرمادینگے اس گذارش سے تو جو داقعی از قسم نصح فی الدین ہے فراغت پائی۔

جواب شبہ ثالث بھی دیا جاچکا ہے اس محذور میں تین تقریریں ہیں جنکا ماحصل ایک جدا اعتراض ہے خلاصہ اعتراض اول تو یہ ہے کہ انبیاء باقی سے سلب نبوۃ ذاتی بمعنی بالذات لازم آئیگا آسکا جواب تو فقط اتنا ہے کہ یہ اعتراض اور انبیاء کے نبی بالذات ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تہا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تہا سو یہ مقدمہ آپ سے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ بڑی دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ اونکا نبی ہونا منصوص ہے یا بتواتر اونکا ادعاء نبوۃ اور اظہار اعجاز منقول ہے لیکن اس سے جب کام چل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق مبداء اشتقاق کی عروض و ذاتی بمعنی بالذات ہونے پر دلالت کرے سو یہ آپسے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ ورنہ اطلاق حار آب گرم پر ممنوع ہو یا اس اطلاق سے اسکا حار بالذات ہونا ثابت نہو بلکہ ممکنات پر یا تو اطلاق موجود بلکہ مخلوقیۃ ممنوع ہو کیونکہ مخلوقیۃ کیلئے خالق کی طرف سے ایجاد یعنی اعطاء وجود ضرور ہے اور

یا ممکنات کا موجود بالذات ہونا جو مستلزم وجود ذاتی ہے لازم آئے سو اگر ان مشتقات کا اطلاق
موصوفین بالعرض پر درست ہے تو نبی کا اطلاق بھی موصوفین بالعرض پر درست ہوگا ورنہ نہین تو واقعی آپکا
اعتراض ثابت ہوجائیگا الغرض بوسیلہ نصوص قطعیہ کہیے یا بذریعہ اخبار متواترہ اگر ثابت ہوگا تو اطلاق
کلمہ نبی ہی ثابت ہوگا اس سے زیادہ کیا ثابت ہوگا جو آپ اس اعتراض کو لیکر بیٹھے ہین باقی رہا
یہ ارشاد کہ الاعیان الثابتۃ ماشمت رائحۃ من الوجود مسلم ہم وہ نہین کہ اکابر دین کی تغلیط کرین
البتہ آپکا شیوہ اختیار کرین تو گنجایش انکار ہے یعنی آپ جب اثر ابن عباس کو باوجود
تصحیح محدثین تسلیم نہین کرتے تو مین اگر اثر شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ کا انکار کرون تو کیا بیجا ہے
یہان تو کسی محدث نے تصحیح بھی نہین کی اور آپ جانتے ہین کہ ہر کارے ہر مردے تعیین مرتبہ درایۃ
اور روایت سنجی انہین بزرگوارونکا کام ہے آپکا یہ انکار اس سے خالی نہین کہ یا تغلیط محدثین کیجیے
یا حضرت عبداللہ بن عباس ہی کی خبر لیجیے اور اگر اس اثر کو بالمعنی مرفوع رکھیے چنانچہ انصاف
یہی ہے تو پھر تو آپکی یہ عنایت دور تک پہونچیگی بہرحال آپ کے طور پر تو ہم کو گنجایش انکار ہے
کہہ سکتے ہین کہ ہمارے نزدیک یہ قول بے سند ہے اور سند بھی ہو تو کیا ہو شیخ محی الدین عربی کی ہانکی نہین
اور ہمارے طور پر یہ قول بھی مسلم اور حضرت شیخ بھی مسلم مگر وجود سے وجود خارجی اور وجود منبسط مراد ہے
اور مکان شممت موطن علمی ہے اس صورت مین عروض وجود خارجی جو مستلزم شم مذکور ہے مناقض قضیہ
مذکور نہوگا کیونکہ اختلاف مکانی رافع تناقض ہوجاتا ہے اور اگر یون نہین تو وجود ذاتی سے پہلے ہی
انکار تھا وجود عرضی سے اب انکار لازم آیا پھر اس صورت مین موجود مخلوق اور نبی اور صدیق
اور شہید اور صالح اور عالم وغیرہ ہونا سب غلط ہوجائیگا کیونکہ یہ سب اوصاف مذکورہ اوصاف وجودی
ہین قبل حمل وجود انکا محمول ہونا محال ہے اب آپ ہی فرمائین کہ اس صورت مین کتنی نصوص اور
متواترات کا انکار لازم آئیگا آپ فقط ایک نبوۃ منصوصہ ہی کی عرضی ہوجانے سے اتنا گھبرا گئے تھے

اور خلاصہ اعتراض ثانی یہ ہے کہ واسطہ فی العروض اور ذو واسطہ متحاز فی الوجود اور ممتاز
از یکدیگر نہین ہوتی اور یہان امتیاز اور انحیاز بدرجہ غایت ہے ایک اگر ملک عرب مین ہین تو
ایک شام و عراق و مصر مین مگر یہ اعتراض بہی اثبات ضرورة یا کلیة امتیاز پر موقوف تہا سو دلیل تو
آپ نے کوئی ارشاد نفرمائی بیان فرمائی تو ایک مثال بیان فرمائی مولانا مثال جزئی سے
کوئی حکم کلی ثابت نہین ہوتا ہان امثلہ کثیرہ سے البتہ حصول استقرا متصور ہے مگر پہر کیا استقراء
کوئی حجت قاطعہ نہین ہوتا باینہمہ عدم امتیاز فی الوجود سے اگر یہ غرض ہے کہ عقل سے لیکر حواس تک
کوئی ممیز اوسکی تمیز نکر سکے تو اس قسم کا امتیاز اور انحیاز تو مثال حضور مین بہی موجود ہے حواس سے
اگر لون و جسم متمیز نہین ہوتی تو نہو عقل تو دونون کو ایک دوسرے سے متمیز سمجہتی ہے اور اگر امتیاز
فی الوجود یہی ہے کہ حواس سے جدی جدی معلوم ہوتی تو اس قسم کے امتیاز کا نہونا مثال مذکور مین تو
مسلم پر مثال جالس سفینہ اور سفینہ مین جو مثال اول اور اصل موصل ہے کیا کیجیے گا اور یہ امتیاز
اور انحیاز کہان سے لائیگا اور اگر یہ غرض ہے کہ انفصال نہو مناسب ماہیت اتصال ہو چنانچہ مناسب
جسم و لون فیمابین جسم و لون اتصال ہے اور مناسب سفینہ و جالس سفینہ فیمابین سفینہ و جالس سفینہ
اتصال ہے تو اس قسم کے ارتباط کی نفی فیمابین اجسام الانبیاء تو مسلم لیکن فیمابین الارواح آپ نے
کہان سے ثابت فرمائی جو یہ اعتراض فرمایا بعد ثبوت دعوی حضور اثبات نفی مذکور بہی ضرور ہے ہان اگر
مصداق نبوة اجسام ہوتے اور اس وصف کی موصوف اصلی ارواح انبیاء علیہم السلام نہوتین تو البتہ
اس یون بعید پر یہ ارتباط دشوار تہا باقی انصاف یہ ہے کہ اتصال وصف عارض تو دونون سے
ضرور ہے اور اتصال موصوفین کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین جیسے وقوع حمل فیمابین الموصوفین
کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین باقی اسکا اثبات اس محل مین مناسب نہین رہی یہ بات کہ کسی
معقولی نے یون ہی لکھا ہے تو بشرط صحت یہ بات انہین کے نزدیک حجت ہی جنکے نزدیک معقولات منقولات سے [illegible]

جنکے نزدیک منقولات ہی منقولات ہین بلکہ ایک حساب سے منقولات ہی معقولات ہین یعنی بوسیلہ عقل ہی صحت منقولات اونکو معلوم ہے یہ نہین کہ عقل کی مانتے ہین موافق نقل ہو یا مخالف اُن کے نزدیک ایسے مضامین ہین کسیکا کہا سنا کوئی حجت نہین اور خلاصہ اعتراض ثالث یہ ہے کہ وصف عارض من الواسطہ علی ذی الواسطہ متعدد بالشخص نہین ہوتا اور یہان وصف نبوۃ متعدد بالشخص ہے اسکا جواب بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی ثبوت تعدد شخصی وصف نبوۃ پر موقوف ہے اور یہ بات آپ سے ثابت ہوئی نہو انشاء اللہ ان تعدد شخصی انبیاء کرام علیہم السلام شاید سرمایۂ خلجان ہو مگر یہی وجہ خلجان ہے تو یہ بات تمام موصوفین بالذات اور بالعرض یا یون کہیئے تمام وسایط فی العروض اور معروضات مین پائی جاتی ہے موصوف بالذات اور موصوف بالعرض اور واسطہ فی العروض اور معروض واحد بالشخص نہین ہوتے یعنی موصوف بالذات اور ہوتا ہی اور موصوف بالعرض اور ہوتا ہے اور واسطہ فی العروض اور ہوتا ہے اور معروض اور ہوتا ہی مگر ہان یون کہیے کہ آپ نبی حقیقی محض اجسام انبیاء علیہم السلام کو سمجھے ہون اور اس وجہ سے اشتراک وصف واحد غلط معلوم ہوتا ہے مگر جو شخص موصوف حقیقی بالنبوۃ ارواح انبیاء علیہم السلام کو سمجھتا ہو اور اطلاق نبی اجسام پر مثل اطلاق دیگر اوصاف روحانی مجازی عرضی جانتا ہو اوسکے نزدیک یہ بعد جسمانی مانع قرب روحانی نہین ورنہ یہ قضیہ القارمرشد بلکہ فیض صحبۃ اور نیز حدیث المرء مع من احب وغیرہ انصاف کی رو سے سب غلط ہو جادین وہی نکمی تاویلین وہ کہان کہان نہین ہو سکتی اس حساب سے تو کلام اللہ اور تمام احادیث مین بلکہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مین بھی تحریف معنوی کر سکتے ہین۔

تحقیق ... رابع ... خاتم بمعنی موصوف بالذات بالمعنی المسلم اگر متحقق ہو تو لامحالہ ایک ہی ہوگا ... موصوفین بالعرض کا ہو ... تمام تو طبقات ... مین ہین کس قسم کے

خاتم ہین اگر وہ بہی موصوف بالذات ہین تو تعدد لازم آیا اور جنکو موصوف بالعرض قرار دیا تہا
بعض ازین سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہین تو خاتم نہوئے پس اثر ابن
عباس سے انکار لازم آیا اور مین نبی کنبیکم موجود ہے۔

جواب۔ مولانا یہ اعتراض تو آپ کے منہ پر زیبا نہین دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی بہی
واقف نہین جیسے جزی حقیقی بہی ہوتی ہے اور اضافی بہی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بہی حقیقی بہی
ہوتا ہے اور اضافی بہی ہوتا ہے صفحہ ۳ کی تحذیر الناس کی اس عبارت کو دیکھئے ہر زمین مین
اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم انہی بیا
اگر اونکی خاتمیت کو بہی علی الاطلاق رکہتا تو یہ اعتراض بجا تہا سو جیسے جزی اضافی کے جزی ہونیکے
یہ معنی ہین کہ اپنے ما فوق کی نسبت جزی ہے علی الاطلاق جزی نہین ایسے ہی خاتم او موصوف
بالذات کو بہی اضافی بہی سمجہئیے کہ وہ بہ نسبت اپنی ماتحت کے خاتم اور بہ نسبت اپنی مستفیدون کے موصوف
بالذات ہین ورنہ میری طرف سے یہ گذارش ہے کہ جزی اضافی مثل انسان وغیرہ کی اگر جزی بمعنے
مالا یصدق الا علی واحد شخصی ہے تو انسان ہین یہ بات کہان اونہین تو پہر اوسکو جزی کیون
کہتے ہین اگر وہان امتناع عن الشرکت سے بحث نہین بلکہ اس خصوص پر نظر ہے کہ جو جزی
حقیقی کو بالضرور لازم ہے اور فقط بلحاظ خصوص جزی کہدیتے ہین گویا خصوص مانع عن الشرکت
مین سے جو خلاصہ حقیقت جزی ہے فقط خصوص ہی دیتے ہین اور مفہوم منع کو حذف کردیتے ہین تو
یہان بہی مفہوم مستفاد منہ مستغنی عن الغیر مین سے جو موصوف بالذات حقیقی اور خاتم حقیقی کی حقیقت کا
خلاصہ ہے تجرید کر کے فقط مفہوم مستفاد منہ رہنے دیتے ہین اور باقی کو حذف کر دیتے ہین اس صورت مین
نبی کنبیکم کہنا بہی صحیح ہے اور اعتراض بہی کچہ نہین با اینہمہ تقریر مماثلت جو رسالہ تحذیر مین مرقوم ہے
شاید آپکی نظر سے نہین گذری ورنہ معنی نبی کنبیکم کی کہلاتے اور آپ یون نفرماتے اور اگر موصوف

بالذات مین نہین انتہی۔

محذور خامس قاسم کے نزدیک خاتم بمعنی اسکے کہ سب انبیاء سے آخر ہو ہرگز ہو نہین سکتا کیونکہ خلاف سیاق آیۃ کریمہ کے سمجھتے ہین اور خلاف اثر ابن عباس کے ہے اور اس معنی کی لنہی مین اوسکے نزدیک کچہ فضیلت بہی نہین پس ضرور ہوا کہ خاتم یا تو اوس معنی پر ہو جو مذکور ہوئی یا بمعنی خاتم انبیاء طبقہ اولی اول معنی لینے مین باوجود لزوم محذورات سابقہ کے یہ بڑا محذور لازم آتا ہے کہ اور خاتمون کی اس معنی کی خاتمیتہ نہین ہوسکتی اور ثانی مین اول تو کچہ فضیلت نہین بقول قاسم کے جبکہ سب انبیاء سے آخر ہونیمین فضیلتہ نہین تو ایک طبقہ کے انبیاء سے آخر ہونیمین ظاہر ہی کہ کیا فضیلتہ ہوگی ثانیاً خصوصیت طبقہ کس قرینہ سے سمجھی جائیگی ثالثاً دوسرے خاتمون کو خاتمیت طبقہ اولی کیسے ثابت ہوگی تاکہ مثل ہون اور اگر خاتم بمعنی خاتم طبقہ مطلق لین تو البتہ سب خاتم اس معنی مین شریک ہوجائین گے مگر خاتم اول کو کچہ فضیلت دوسرون پر ثابت نہوگی اور سیاق آیۃ کے مخالف ہوگا لیکن اثر ابن عباس کی موافق ہاب یہ ارشاد فرمائین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات لیکر کیونکہ آیۃ اثر ابن عباس کی موید ہے اور مخالف نہین حالانکہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا خاتم ایک ہو اور حدیث چاہتی ہے کہ متعدد ہون اگر یہ فرماوین کہ آیۃ مین خاتم بمعنی موصوف بالذات کے ہے اور حدیث مین خاتم بمعنی طبقہ ہے پس منافات نہوئی تو یہ ارشاد ہو کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہے جسکے معنے یہ لئے جائین اس تکلیف لاطائل کی کیا ضرورۃ ہے جسکے لئے اتنی عرق ریزی فرمائی حدیث مین تو نبی کنبیکم ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی النبوۃ ہی کافی تہی خاتمیت ثابت کرنیکی کیا حاجت تہی اور اگر حاجت تہی تو ویسی خاتمیت ثابت کرنی چاہئے جیسے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنص ہے اور وہ حضرت خاتم بمعنی موصوف بالذات ہین جسمین قاسم کے نزدیک شرکت کی ہرگز گنجایش نہین اور معنی آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہین

اسواسطے کہ خاتم اور انبیاؤن کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے ہی قاسم ممکن کہتا ہے کہ جتنے زیادہ ہون اُتنے فضیلتہ خاتم مطلق کی بڑہیگی جو کوئی اس امکان یا فعلیتہ سے انکار کرے گویا زیادہ فضیلت سے منکر ہوا اورکی فضیلتہ کا خواہان ہے اور بمعنی خاتم طبقہ اولی بہی لینا درست نہین اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلتہ سے انکار قاسم ہی کو لازم آئیگا جس سے غیرون کو تحذیر فرماتے ہین۔

جواب۔ مولانا محذورات سابقہ خصوصًا محذور رابعہ ہی کافی تہا آپ نے اس محذور کے رقم فرمانےمین کیون تکلیف اوٹہائی اسلیئے اسکے جواب مین بہی جوابات گذشتہ ہی کافی ہین ویکہئے تو یہ اعتراض بامعنی بڑا ہے کہ تقریبًا پورے ایک صفحہ پر آیا ہے پر ویسے دیکہئے تو آپ نے وکہلانے کو خوامخواہ وہ احتمالات پوچ رقم فرمائے ہین جو آپ کے نزدیک بہی یہی ہوگا کہ قاسم ان احتمالات کو ہرگز تسلیم نکریگا مگر جب آپ نے اوسی مضمون سابق کو لوٹا کر ایک اعتراض جداگانہ قرار دیا تو ہم بہی جواب مستقل ہی رقم کرتے ہین سنیئے خاتمیت زمانی کا مراد ہونا نہونا تو پہر دیکہا جاویگا اور یہ بات بہی مین پہر ہی کہونگا کہ اس جگہہ خاتمیتہ بہی کسی طرح مراد اور مفہوم ہوسکتی ہے یا نہین پر سردست تو عرض ہے کہ مین اوسی احتمال کو تسلیم کرتا ہون جو آپ میرے ذمہ لگاتے ہین رہا محذورات کا قصہ سو محذورات سابقہ کا جواب تو جوابات سابقہ مین دیکہ لیجئے اور وہ بڑا محذور جسکو آپ یہان جتلاتے ہین نہ بڑا ہی نہ چہوٹا اور جو کچہ ہے بہی تو اوسکا جواب بہی محذورات سابقہ کی جوابات مین گذرچکا مکرر کسلئے لکہئے مگر ہان یہ بات قابل گذارش ہے کہ اگر آپ کے نزدیک خاتمیتہ بمعنی مذکور کا اور انبیاء مین ہونا میرے سر اثر ابن عباس سے لازم آتا ہی چنانچہ محذور رابع کا جملۂ اخیرہ اسی جانب مشیر ہے تب تو آپ چپکے ہی ہو جائین تو بہتر ہے مولانا تحقیق تشبیہ ہی لینیتکم کو تحذیر الناس مین دیکہہ ہی کر اعتراض کرنا تہا مگر افسوس آپ بہی مثل دیگر

متعصبین بے سوچے سمجھے اعتراض فرما بیٹھے اے حضرت منکرین اثر اور مقرین اثر دونون اثر مذکور
سے مساوات کلی سمجھ بیٹھے جو لوگ مساوات کلی شش امثال کے مدعی ہوئے وہ بہی اس بہروسے
مدعی ہوئے اور سید الخلق وغیرہ الفاظ منصوصہ جو افضلیت کلی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت
کرتے ہین خیال نفرمایا اور جو لوگ منکر ہوئے وہ لوگ بہی اسی بنا پر منکر ہوئے اور تغلیط آئمہ
حدیث اور تکذیب عبد اللہ ابن عباس بلکہ تکذیب سید الناس صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف
کیا یہ بات کوئی صاحب سمجھے کہ جیسے عکس آئینہ کو بہم مشابہ او مماثل ذی عکس سمجھتے ہین
اسی طرح اگر خاتمان اراضی سافلہ کو عکس مشابہ سمجھ لین گے تو کلام مین کچھ تجوز نہ آجائیگا کسی قسم کے
تحریف معنوی یا لفظی نہونے پائیگی بلکہ معنی لفظی مطابقی جون کے تون بنے رہین گے ادہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ہونا اور اورونکا عکس او ظل ہونا ثابت ہوجائیگا جس سے
افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوجائیگی اور خلافت مشار الیہا فی آیۃ واذ قال ربک
للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی تمام شیون خداوندی مین مسلم ہوجائیگی بایوجہ کہ خلیفہ
اور نائب مین وہ بات ہونی چاہئے کہ جو مستخلف اور منیب مین ہو خلافت خداوندی کو لازم ہے کہ کمالات خداوندی سے حصہ رسد بقدر
خلافت خلیفہ مین ہون سو اور خلفاء خداوندی مین مثل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اگر اور
شیون اور کمالات تھے تو شان بیدہ الخیر جسکو تعبیر او تفصیل کیجے اور تحریف نہ کیجے تو یہی
شان افاضہ وساطت عروضی ہے کسی مین پوری نہ آئی البتہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو
عنایت ہوئے اور اگر بالفرض والتقدیر بیدہ الخیر کسی اور ہی جانب مشیر ہو تب مرتبہ
اسی کی تعبیر او تفسیر ہے اور یہ بہی نہ سہی اور کیون ہو گی اب تو قاسم نے یہی کہدی اور ونہی کی
کہی نہ ہی لیکن اسکو کیا کیجے کہ شان وساطت خداوند خلاق کے لئے آپ کے نزدیک بہی مسلم ہے
سو مظہر تام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اگر اوسکی مظہر نہوئی تو اور کون ہوگا اور خلیفہ

اکمل کون حضرت افضل المخلوقات علیہ وعلی آلہ الصلوۃ مین بہی کمال اگر نہوگا تو پہر کس مین یہ
کمال ہوگا بہرحال اس شان کی خلافتہ کسی اور کو نہ ملی اس باب مین خلافتہ عطا ہوئی تو آپ ہی کو
عطا ہوئی سوا اوسکی یہی صورۃ ہے کہ انبیاء کا آپ کی نسبت مستفید ہونا تو جملہ خاتم النبیین سے ثابت ہے
اور امت کا مستفید ہونا النبی اولی بالمومنین سے ظاہر ہوتا ہے اور سوا اس امتہ کے اور امتون کا
بواسطہ اور انبیاء کے مستفید ہونا ثابت ہوتا ہے غرض جہان جہان مادۂ ایمانی ہے اوسیہی مین ہے
ورنہ کفار کے حق مین تکلیف ایمان اسی طرح منجملہ تکالیف مالایطاق ہو جاتی جیسے باصرہ کو تکلیف
استماع اور سامعہ کو تکلیف ابصار وہان وہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے بالجملہ
اس شان مین بہی آپ خلیفہ خداوندی ہین اتنا فرق ہے کہ ذات خداوندی پر سوا وجود
اور کسی ماہیت کا اطلاق نہین کر سکتے اسلئے افاضہ ذات خداوندی محض وجودی ہوگا اور
جہان جہان وجود کا اطلاق درست ہوگا وہان وہان افاضہ مذکور کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہوگا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود خاص اور ماہیتہ خاص رکہتے ہین اسلئے آپکا افاضہ
اوسی حد مین محدود رہیگا بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے افضلیت مطلقہ جسکی تقریر سے
اوپر فارغ ہوچکا ہون ثابت اور موجہ ہو جاویگی اور خلافتہ تامہ اس صورۃ مین درست ہو جائیگی
کلام اللہ پر ایمان رہیگا حدیث کی تکذیب نہوگی غرض لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ دونو
بنے رہین گے سو اسمین ایسی کونسی گناہ کی بات ہے جو اس شد و مد سے انکار ہے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیتہ مطلقہ اور خلافتہ تامہ خوش نہین آتی اور اگر تشبیہ فی النسبتہ مراد ہے
اور یون کہئے کہ جو نسبت ہمارے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہان کے اور انبیاء علیہم السلام سے ہے
وہی نسبت فرد اکمل کو وہان کے انبیاء باقیہ کے ساتہ تب ہی کوئی تجوز نہین کوئی تحریف نہین مگر
اس سے ثبوت مساوات کیونکر لازم آیا جو مدعیان محبتہ و معتقدان یکتائی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بہ انکار ہے اور مدعیان مساوات کلی شش امثال کو یہ اضطراب ایک لاکہہ کو دو لاکہہ کے ساتہ
وہی نسبت ہی جو دس کو بیس کے ساتہ لیکن لاکہہ اور دس اور دو لاکہہ اور بیس مساوی نہین
چونکہ اس بحث کو رسالہ تحذیر مین لکہہ چکا ہون تکرار بیفائدہ سے کچہ فائدہ نہین ہان یہ بات قابل
گذارش ہے کہ اخبار مشابہ کسی نہ کسی مدرک یا حاسہ کے احساس کے بہروسے ہوا کرتا ہے سو اگر
کسی حاسہ سے ایک شی دوسری شے کے مماثل نظر آئے تو جو اخبار اس باب مین [illegible]
فرق جو اور مدرکات سے معلوم ہوتا ہے قادح تشبیہ نہوگا ورنہ جہان مین کوئی تشبیہ صحیح نہوا کرتی
نہ کوئی فرق تو ضرور ہے ورنہ اثنینیۃ جو تشبیہ اور تشابہ کو لازم ہے مبدل بوحدت حقیقی ہوجائیگی
والغافل تکفیہ الاشارۃ اور اس صورۃ مین جو تشبیہ کسی حاسہ کے اعتماد پر ہو اور اسی حاسہ سے فرق
محسوس ہوتا ہو تو وہ تشبیہ غلط اور وہ تشابہ غیر صحیح ہوگا مثلاً عکس آئینہ مستقیم کا مشابہ اصل ذی عکس
ہونا آنکہہ سے معلوم ہوتا ہے اسلئے تشبیہ ہی عکس کی ذی عکس کے ساتہ صحیح ہے اور فرق اصلیت
اور ظلیۃ جو فیما بین یکدیگر ہے اس تشبیہ کی صحۃ مین قادح نہین کیونکہ یہ فرق آنکہون سے معلوم نہین
ہوتا البتہ عقل بوسیلہ مدرکات بصری اس مضمون کا انتزاع کر لیتی ہے اور تشبیہ کسیکی عکس کی
کسی کے ساتہ یا کسی کے عکس کی اوسی کے ساتہ درصورتیکہ عکس متناسب اصل نہو جیسے آئینہ
غیر مستقیم مین ہوتا ہے کہ عکس مین کبہی بہ نسبت اصل کے لمبائی اور کبہی چوڑائی معلوم ہوتی ہے
غلط اور غیر صحیح ہوگی کیونکہ یہ فرق خاص اوسی حاسہ سے معلوم ہوتا ہے جس سے اصل اور ظل محسوس
ہوتے ہین اس صورۃ مین جس دیدۂ بصیرت سے اصل نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ اور ظل نبوۃ مذکور محسوس
ہوتے ہین اگر اوسی سے تشابہ ہی معلوم ہوگا تو تشبیہ ہی صحیح ہو جائیگی اگرچہ باہم فرق اصلیت
وظلیت ہو کیونکہ یہ فرق انتزاعیات عقل سے ہے اور اگر ادراک دیدۂ بصیرت مذکورہ مین باہم
متشابہ نہ معلوم ہون گے تو پہر یہ تشبیہ صحیح نہوگی بہر حال ثبوت خاتمیۃ مطلقہ بمعنی اتصاف ذاتی

حقیقی بمقتضاء تشبیہ نہین گنجایش تکلم مسامحات نظر سرسری سے ہے اوسکو منباء اعتراض بنانا اہل علم دقیق سے بہت مستبعد ہے الغرض مقتضاء تشبیہ ہرگز یہ نہین کہ مشبہ بہی مثل مشبہ بہ موصوف بالذات ہو فقط اتنی بات ضرور ہے کہ نفس کمالات نبوۃ اصل وظل مطابق یکدیگر ہون اور دونون کا ایک ہی تناسب ہو اصل جواب ضروری تو فقط اتنا ہی ہے باقی رہی آپکی تعریضات اور اشارات اُن کے مکافات کے لئے بہت نہین تو تہوڑا ہی سا کچہ سن لیجے آپ خاتمیت زمانی کے نہو سکنے کی میری طرف تین وجہ بتلاتے ہین ایک مخالفت سیاق دوسری مخالفت اثر ابن عباس تیسری عدم فضیلت واقعی انمین سے دو وجہین تو اسی بات کو مقتضی ہین کہ فقط تاخر زمانی کو مدلول مطابقی خاتم النبیین تو قرار نہین دیکئے اور یہی وجہ ہو کہ مخالفان تحذیر کو اب تک اسکا کچہ جواب نہین آیا اگر مخالفت سیاق نہین تو آپ ہی فرمائین کیونکہ اتفاق سے پر شرط یہ ہے ایسا قصہ نہو جیسے کہا کرتے ہین بیاہ مین بیسیج کا لیکہا علی ہذا القیاس تاخر زمانی مین کچہ فضیلت نہین تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے اور تقدم بالشرف اور تاخر بالشرف اور ہے تقدم و تاخر کے لئے یہ دونون نوعین جدی جدی ہین ایک کو دوسرے سے کچہ علاقہ نہین البتہ خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ آپ ہی فرمائین کہ تاخر زمانی مین بالذات کیا فضیلت ہے ہان اور مقدمات کو ملا کر اس سے کچہ نتیجہ نکالین تو ہو سکتا ہے پر وہ مقدمہ منضمہ اگر یہی مقدمہ مفروضہ احقر ہے تب تو جہان سے بہاگتے تہے وہان ہی آنا پڑا اور اگر کوئی مقدمہ اور ہے تو اول تو ہونا معلوم جب کسی کو سنائیگا جب اوسکی حقیقت معلوم ہو جائیگی اور اگر ہو بہی تو کلام اللہ مین تو انشاء اللہ نہوگا اور ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت عمدہ عقائد اسلام مین سے ہے اور ہر کلام اللہ کی شان مین کلام اللہ ہی مین تبیانًا لکل شیءٍ فرماتے ہین پہر جب یہی رکن اسلام کلام اللہ مین نہو تو تبیانًا لکل شیءٍ کہنے کے کیا معنی ہون گے اسی لئے آپ سے اور نیز اور معترضان تحذیر کی خدمتمین یہ التماس ہے کہ خاتمیت معروضہ احقر کو

نہ مانئے پر سب کے سب رل ملکر ہفتہ دو ہفتہ مہینے دو مہینے مین برس دو برس ہی مین اس مسئلہ کو
کلام اللہ سے ثابت کر دیجیے پر بطور پیش بندی اتنا معروض ہے کہ آیۃ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور آیۃ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا اور آیۃ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور رَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وغیرہ سے استدلال نفرمایئن کیونکہ مضمون رحمتہ اس بات کا خواستگار نہین کہ
مرحوم سے مصداق رحمتہ افضل ہو علی ہذا القیاس مفہوم انذار اس بات کو مقتضی نہین منذر و نذیر
منذرین یعنی الذال سے افضل ہو علی ہذا القیاس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اول تو خصوصیت
محمدی پر دلالت نہین کرتا جو اس بیان کو اس باب مین تبیان کہہ سکین دوسری فضیلت جزئی
مین بہی یہ بات کہہ سکتے ہین تیسرے علی بعض نکرہ فی سیاق الاثبات ہے عموم افراد پر دلالت
نہین کرسکتا ہان سو قضیۂ جزئیہ ہے سو جیسے افضلیۃ اس صورت مین ثابت ہو گی ویسی فضیلت تو
اورون کو بہی حاصل ہے ایسے ہی رفع بعضہم درجات سے نہ خصوصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ہوتی ہے نہ عموم درجات سوا ان کے اور آیات سے بہی امید اثبات افضلیۃ نہ رکہئے گا
اور اگر کسی آیۃ مین سواء خاتم النبیین فضلیۃ کی طرف بوسیلۂ دلالت التزامی اشارہ بہی ہے تو
مجکو اتنی امید نہین کہ وہین سے اثبات مدعا مذکور کوئی صاحب ثابت کر دین مگر آنکہ ع مردے از غیب
برون آید و کارے بکند۔ اور اگر بالفرض افضلیۃ مطلقہ ثابت بہی ہو تو پہر بہی ہمارا مطلب ہاتہ ہی نہین گیا
اسلئے کہ افضلیۃ مطلقہ خود اتصاف ذاتی کو مقتضی ہے سو اگر کوئی صاحب کسی قسم کی دلالت سے
عبارۃ النص ہو یا کچہ اور کسی قسم کی استدلال سے لمی ہو یا انی افضلیۃ مطلقہ کو ثابت کر بہی دین گے
تب بہی تسلیم اتصاف ذاتی سے چارہ نہو گا بلکہ بعض صورۃ مین تو وہی مضمون خاتم النبیین تہوڑی سی
ایچ پیچ سے نکل آئیگا اور بعض صورۃ مین بطور اقتضاء النص ماننا پڑیگا اور اس وجہ سے وہ اعتراضات
جو واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونے پہ مبنی تہے سب دہرے پڑے رہین گے باقی رہا مخالفۃ

ابن عباس کا قصہ سو اسکو وجہ صحتہ معنی مذکور اور غلطی معنی دیگر قرار دینا محض ایک بندش
بیجا یا مغالطۂ نازیبا ہے اسلئے کہ مین نے کہین لزوم مخالفتہ اثر ابن عباس کو وجہ صحتہ و علتہ غلطی
مذکورہ نہین لکہا بلکہ یہ تو لکہا ہے کہ درصورۃ ارادۂ تاخر زمانی بہی اثر مذکور مخالف خاتم النبیین
نہین اور وجہ اسکی گو تحذیر مین نہین لکہی پر یہان لکہتا ہون جملہ اسمیہ ثبوت محمول متحد موضوع
کے لئے اگرچہ زمانہ کا خواستگار ہے پر زمانہ خاص پر مثل جملہ فعلیہ دلالت نہین کرتا [illegible]
ضرب زید مین امس کہنا درست اور غدا کہنا درست نہین یا یضرب زید مین غدا کہنا درست [illegible]
امس کہنا درست نہین ایسے ہی زید ضارب مین بہی یہی بات ہوتی اور امس اور الیوم او غدا [illegible]
قیدون کا لگا دینا درست نہوتا سو جملہ نبی کنبیکم جملہ اسمیہ ہے وہ بذات خود زمانہ حال کا خواستگار [illegible]
نہین ورنہ جملہ آدم کا دیکم الخ بہی تغلیط کے لئے منکرالفون کو کافی تہا اس صورۃ مین [illegible]
خواتم اراضی سافلہ نیچے سے لیکر اوپر تک ایک دوسرے سے اس طرح سے آگے [illegible]
زمین ہفتم کا خاتم سب مین اول ہو اور اسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد اوسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد [illegible]
اور ہمارے خاتم سب کے بعد ہین اور انکی خاتمیتہ اضافی ہو اور آپکی مطلق اتنا فرق ہے [illegible]
فقط اسی طبقہ کا آخر نبی ہو اور خاتم طبقہ ششم اپنی طبقہ کا ہی خاتم ہو اور طبقہ ہفتم کا بہی خاتم ہو
علی ہذا القیاس اورونکو سمجہئے اور آپ جانتے ہین کہ اسمین کچہ خرابی نہین اور مین نے شروع بحث خاتم
مین بہی اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ
تقریر ہے جس سے خاتمیتہ زمانی بہی منجملہ مدلولات مطابقی ہو جائے پس آپ فرماتے ہین کہ قاسم کے نزدیک
خاتم بمعنی اسکے تو ہو ہی نہین سکتا کہ سب انبیاء سے آخر ہو مولانا غور نکرنیکا کچہ علاج نہین اگر تقریر
مشارالیہا پر غور فرمایا تہا تو سطر ہفتم و ہشتم صفحہ نہم ہی کو ملاحظہ فرما لینا تہا اس عبارت کو
نقل کئے دیتا ہون اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لیجئے تو پہر دونو

طرح کا

ختم ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی انتہی
اسکے بعد پہر وہ تقریر مشار الیہ ہی باقی ہے ارشاد کہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا ایک خاتم ہو اور حدیث
چاہتی ہے کہ متعدد ہوں اور اس وجہ سے آپ آیۃ اور اثر مذکور کو مخالف یکدیگر سمجھتے ہیں بعد تقریر مذکورہ بالا
قابل سماعت نہیں کیونکہ حدیث مذکور میں اصلیۃ اور ظلیۃ کی طرف اشارہ ہو ہی نہیں سکتا البتہ
تطابق ہوتی تو کمالات کو اگر مدلول مطابقی کہئے تو بجا ہے لیکن اس سے وحدۃ خاتم حقیقی میں کچہ
رخنہ ہرگز پڑ نہیں سکتا آگے آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے واقعی
حدیث میں لفظ خاتم نہیں لیکن آپکو بہت دیر کے بعد یہ بات یاد آئی اگر یہی تہا تو محذور رابع کے
آخر میں یہ ارشاد کس لئے تہا کہ اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم نہ ہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار
لازم آیا اسمیں ہی کیا گنجائش گفتگو موجود ہے اسلئے کہ جب تشبیہ معلوم خاتمیت پر دلالت ہی نہیں کرتی تو
انکار بہی لازم نہیں آتا اور اگر دلالت خاتمیت منجملہ مسلمات حضرت تہا کہ یہ ارشاد تہا تو میں نے فرمائے
کہاں یہ عرض کیا ہے کہ خاتمیت حقیقی اس سے ثابت ہوتی ہے ثابت یوں کہئے تناسب میں تطابق
اس تشبیہ سے سمجہا جاتا ہے اسلئے حضرت انہیں سے اکثر معتقد مساوات کلی مشتمل امثال ہو گئے اور
منکرین اثر اسی وجہ سے منکر ہوئے کیونکہ درصورۃ تطابق ظاہر بینوں کو سوا مماثلت کلی اور کوئی احتمال
نہیں سوجہتا اگر اس دلالت کے بہروسے محذور رابع میں وہ ارشاد تہا تو آپ یہاں کیوں بہول گئے
جو یوں فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے اور اگر آپ یہ فرمائیں کہ تشبیہ سے اگر ثابت
ہوگی تو اسی قسم کی خاتمیت ثابت ہوگی جس قسم کی خاتمیت مشبہ بہ میں ہوگی یہ بات کہیں تحریر نہیں
بہیر یعنی ایک جا خاتمیت مرتبی ہو ایک جا خاتمیت زمانی قرین عقل نہیں بظاہر کلام موجہ ہے مگر جب آپکے
نزدیک اشتراک فی الجملہ تشبیہ کے لئے ہی کافی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں اس تشبیہ کے لئے شرکت
فی النبوۃ کافی تہی تو پہر خبستہ مطابقۃ بن پڑی تو بہتر ہے کیونکہ دربارۂ تشبیہ تفاوت عند الحاسۃ المدرکہ

مضر ہے اور اسی تقریر سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ شرکت فی النبوۃ ہی کافی ہے اور عرق ریزی کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اگرچہ نہ یہ اپنا ما فی الضمیر ہے اور نہ واقعی یہ وجہ عرق ریزی ہے بلکہ عرق ریزی کی نوبت ہی بفضلہ تعالی نہیں آئی کل دو ڈیڑہ دن میں جو کچہ آپنے دیکہا لکہا ہے ہمارے نزدیک وجہ شبہ وہی تطابق النقشہ کما لاتہ اور اتحاد نسبت واقعہ فیما بین انبیاء زمین ہے اور نسبت واقعہ فیما بین انبیاء اراضی دیگر ہے جس سے ایک جانب اتصاف ذاتی اور دوسری جانب اتصاف عرضی ہی ہو تو کچہ خرابی لازم نہیں آتی اور باعث عرق ریزی فقط اندیشہ لزوم تکذیب ابن عباس اور بیان ایمان محدثان والا مقام و دیگر متبعان و مقلدین محدثین مذکورین ہے بلکہ در دیکہئے تو یہ تکذیب وہ دستاویز ہی ہے کیونکہ اثر مذکور بروی اتصاف بالمعنی مرفوع ہے سو آپ ہی فرمائیں کہ یہ عرق ریزی جو سراسر بجائے خود ہے اور بفضلہ تعالی نتیجہ عرق ریزی بجمیع الوجوہ عمل صالح ہے اگر نیت اچہی ہو یا تکذیب اثر اور تکذیب اور تکفیر محدثین و دیگر مقلدین نعوذ باللہ آئی آپ یہ بہی ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتم بمعنی آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہیں اس واسطے کہ اور انبیاؤں کا ہونا بعد خاتم مطلق کے قاسم ممکن بتلاتا انتہی سبحان اللہ یہ تقریر بہی عجیب دلچسپ ہے کوئی پوچہے اس دعوی کو اس دلیل سے کیا علاقہ مولانا صاحب قضیہ کے لئے یہی ضرور نہیں کہ ضروریہ ممتنع النقیض ہو قضایا ممکنہ اور فعلیہ بہی صحیح ہوا کرتے ہیں سو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین اگر ہو تو اور ایک وجہ سے ہے بہی چنانچہ تقریرات تحذیر الناس پر شاہد ہیں تو قضیہ دائمہ ہو سکتا ہے قضیہ ضروریہ ہونا اسکا ضرور نہیں جو آپ یوں فرماتے ہیں کہ اوروں کا امکان مخالف خاتمیت زمانی ہے بالجملہ فعلیہ کچہ اور ہے اور امکان کچہ اور معارض خاتمیت زمانی فعلیت وجود انبیاء بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے امکان انکا یا فعلیت مطلقہ معارض نہیں مگر آپ نے فعلیت کی پخ ساتہ اسلئے لگائی کہ حضور کے اعتراضوں کے دیکہنے والے خواہ مخواہ قاسم ناکارہ سے بدگمان ہو جائیں اے حضرت بندہ درگاہ

اگر اور انبیاء کے فعلیۃ کو موجب فضلیۃ سمجھتا ہے تو کیا بیجا سمجھتا ہے افضلیۃ ایک امر اضافی ہی مقابل مین کوئی ہونا چاہئے پہر یہ فرمائے کہ فضلیۃ آخریۃ کی طرف مین نے کہان اشارہ کیا ہے خیر اسکے جواب مین بجز اسکے اور کیا کہون اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ پر خدا کرے وہ دن بہی نصیب ہو جو مجکو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہنے کی نوبت آئے یہ تقریرات زائدہ از اصل جواب فقط بغرض مکافات تہی ورنہ دربارہ جواب ان تقریرون کے کچہ ضرورت نہ تہی اور اسی وجہ سے اکثر جملون کو چہوڑ بہی دیا ہے۔

شبۂ دوسادس - اثر ابن عباس اگر مولانا کے نزدیک صحیح ہے مگر منقطع با نقطاع معنوی بہی ضرور ہے بسبب مخالفت کے آیۃ خاتم النبیین سے پس لازم ہے کہ اگر حنفی ہون تو اسپر عمل نفرماوین جیسے حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ پر باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفت عموم فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے حنفی عمل نہین کرتے اور منقطع با نقطاع معنوی سمجہتے ہین۔

جواب مولانا مین کیا اور میرا نزدیک کیا جو آپ دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والا مقام کا نام لیتے ہین آپ کو کیا دشواری ہے ہم لوگ تو دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والا مقام کے اُس سے زیادہ مقلد ہین کہ دربارۂ مسائل فقہیہ ائمۂ مجتہدین کے تقلید ہمارے ذمہ چاہئے کیونکہ وہان تو کچہ عقل وفہم کو دخل بہی ہے اور یہان نقل محض ہان آپ کو شاید اتباع محدثین منظور نہین اور وجہ اسکی معلوم نہین یا آپ کو خود سلیقہ مراتب شناسی حاصل ہے یا محدثان مذکور آپ کے نزدیک قابل اعتبار نہین اگر دوسری صورۃ ہے تو آپ جیتی ہم ہارے اور اگر اول ہے تو آپ ہی نے رواۃ اثر مذکور مین جرح کیا ہوتا اور بہی کچہ نہوتا تو اختلاف کی گنجایش تو ہو جاتی بہر حال یہ آپکا تحکم بیجا ہے کہ اس اثر پر بوجہ عدم صحتہ پیرایۂ تعریض مین طعن فرماتے ہین ہان یہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک طریق سے ضعیف ہو اور ایک طریق سے صحیح مگر طریق صحیح بہر حال موجب قبول واتباع حدیث

ہوتا ہے سو جس طریق کی تصحیح اور تحسین بیہقی اور حاکم اور ذہبی اور ابن جریر اور ابن حجر فرما گئے ہین
ہمکو اُسکا ایسا ہی سمجھنا چاہئے آپ کو اختیار ہے ہر ایک شخص اپنے دل کا بادشاہ ہوتا ہے
باقی رہا آپکا یہ ارشاد کہ یہ اثر مخالف خاتم النبیین ہے اس وجہ سے بیجا ہے کہ زبان کو آگے
آڑ نہین پہاڑ نہین ہر گفتار کا اختیار ہے ورنہ بعد استماع وجہ تطبیق قبل اعتراض جیسے ادعاء
مخالفت نازیبا ہے ایسے ہی علما کو ایسے اعتراضون کے بھروسے جنکا جواب معروض ہو چکا ایسی باتین
فرمانی ناروا ہے بالجملہ نہ اثر مخالف آیت ہے اور نہ اس وجہ سے منقطع بالانقطاع معنوی اور بناء انقطاع
بخیال مخالفت بناء فاسد علی الفاسد ہے جیسے اعتراضات گذشتہ باعث توہم مخالفت نبوی ہین
ایسے ہی جوابات معروضہ انشاء اللہ بشرط انصاف موجب رفع خلجان ہو جاوین گے اور آپ جو
یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر حنفی ہین تو اس حدیث پر عمل نفرمائین جیسے حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر
باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفت عموم فاقرءوا ما تیسر حنفی عمل نہین کرتے فقط قطع نظر اس سے کہ
یہان عمل کی کوئی بات ہی نہین فقط اس وجہ سے ارشاد فرماتے ہین کہ آپ کے نزدیک دونون
کلام اللہ اور حدیث صحیح مخالف یکدیگر ہین مگر کمترین کو نہ اثر معلوم مخالف خاتم النبیین معلوم ہوتا ہے
خواہ خاتمیت زمانی ہو چنانچہ آپ کو معلوم ہی ہوگا خواہ خاتمیت مرتبی اور نہ حدیث لا صلوٰۃ مخالف
فاقرءوا ما تیسر اور نہ حدیث مذکور مخالف اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا مگر کیا کیجے
نہ اتنی فرصت جو وجہ انطباق بیان کیجے نہ دربارہ جواب اسکی ضرورۃ اگر ضرورۃ تھی تو وجوہ انطباق
اثر مذکور و خاتم النبیین کی ضرورۃ تھی سو اس سے بحمد اللہ فراغت ہو چکی اس صورت مین اگر بالفرض حدیث
لا صلوٰۃ اور عموم فاقرءوا ما تیسر مین مخالفت بھی ہو تو ہوا کرو لیکن یہ عرض کرنی ضرور ہے کہ بوجہ انقطاع
معنوی حدیث کو اگر ترک کرتے ہین تو حنفی ہی ترک کرتے ہین مگر بوجہ انطباق حدیث و کلام اللہ
یا بوجہ عدم مخالفت حدیث و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کا تسلیم کرنا ضرور ہے

باقی مجکو آپ سے تو جو اعتقاد ہے وہ خدا ہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام کے ایمان بہی
کچہ تردد نہین ہوتا جو یون کہون کہ اگر آپ مومن ہون تو ضرور ہے کہ اس اثر کو تسلیم فرمائین
آپ نے اگر یہ کہلیا کہ اگر حنفی ہون الخ تو بلا سے ۔

مخذور سابع جبکہ خاتم سلسلہ نبوۃ کا تعدد قاسم کے معنی مختار سے محال ہے اور افراد بہی جو کہ
اگر کوئی نبی کسی طبقہ سما یا ارض مین قبل یا مع یا بعد آپ کے فرض کیا جاسے تو وہ بہی موصوف
بالعرض ہی ہوگا اسکا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہوگا کچہ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم مین نقصان
نہ آئیگا بلکہ زیادہ ہوجائیگی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب تعالی موصوف بالذات اور اسکا نظیر ممتنع بالذات ہے
ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات ہین اور انکا نظیر ممتنع بالذات ہے الحمد
کیا معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مین آیا کہ منکر کو مقر کردیا من حیث لا یحتسب
ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند ۔

جواب ۔ مولانا سبحان اللہ آپکا قیاس تو باون تولہ پاؤ رتی ہی کا ہے لیکن اگر یہی قیاس ہے
تو ہمکو اس بات کے کہنے کی گنجائش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولوی عبد العزیز صاحب
کے نزدیک ممتنع النظیر ہین آپکا نظیر ممتنع بالذات سو اُن کے نزدیک جیسے خدا کا نظیر ممتنع بالذات
تہا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر بہی ممتنع بالذات اس صورت مین جیسے خدا تعالے
واجب بالذات تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بالذات ہونگے مگر مشکل یہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واجب بالذات ہونگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی نظیر ہوجائینگے
اور خدا تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور اس وجہ سے نہ وہ ممتنع النظیر رہین گے
نہ یہ مولانا اگر محل بے محل گفتگو کرنی نازیبا نہوتی یہ ہیچمدان انشاء اللہ یہ بات روشن کرکے
دکہلادیتا کہ کسیکی نظیر ممتنع بالذات ہونے کو اسکا واجب الوجود ہونا ضرور ہے خیر یہ بات تو

ہو چکی مگر اب دوسری بات سنئے اگر یہی قیاس ہے تو ہمکو اس بات کے کہنے کی بدرجۂ اولے گنجایش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات ہین اسلئے آپکا نظیر بھی ممکن بالذات ہوگا اسلئے کہ آپنے اپنے قیاس مین اول خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ اشتراک اتصاف ذاتی دربارۂ اتصاف ذاتی نظیر یکدیگر قرار دیا پھر بوسیلۂ تناظر مشارکۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر کو خدا کی نظیر پر قیاس کیا سو ہم اس سے تو قطع نظر کرتے ہین کہ یہ قیاس مساوات ہی یا کچھ اور پھر یہ شکل کونسی ہے اور اوسکی شرائط ہین یا نہین لیکن یہ بات کہنی ضرور ہی کہ جب دو متناظرین کی نظرین امتناع وامکان مین شریک ہون گے تو خود متناظرین بدرجۂ اولی امکان وامتناع مین شریک یکدیگر ہون گے سبحان اللہ کیسی قدرت خدا کی ظاہر ہوئی کہ کیسے منکر خداوندی کو مقربنا دیا من حیث لا یحتسب ع مردی از غیب برون آید وکاری بکند ٭ مولانا پھر بھی ہماری یہ گذارش ہے کہ اگر گفتگو مجمل نہوتی تو ہم اسکو بھی انشاء اللہ ثابت کر دیتے کہ سوا خدا کے اور سب کا نظیر وجوب وامتناع وامکان مین شریک اصل ہوتا ہے خیر یہ باتین تو ہو چکین مگر اب قابل گذارش یہ بات ہے کہ اتصاف ذاتی اور امتناع ذاتی مین بھی مثل وجود تشکیک ہی جس درجہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتصاف ذاتی حاصل ہے اوسی درجہ امتناع ذاتی بھی آپکے نظیر کو حاصل ہوگا حاصل سخن یہ ہے کہ خدا کا اتصاف ذاتی اس درجہ کو مطلق ہے کہ کسی طرح کی تقیید اوسکی گرد نہین پھٹک سکتی اور ظاہر ہے کہ ممکنات کسی درجہ اطلاق مین کیون نہون پھر بھی اونکا اطلاق اوس اطلاق کی برابر نہین ہو سکتا جو خدا تعالی کو حاصل ہے سو جیسے خدا تعالی کا اتصاف ذاتی بمقابلہ جملہ کائنات ہے ایسی ہی تمام مواطن وجود مین جو بالیقین سب اوس موصوف بالذات کے واسطے سے موصوف بالعرض بھی ہین اوسکا ثانی ہو نہین سکتا اسلئے کہ ایک نوع کے موصوف بالعرض کا ایک ہی موصوف بالذات خاتم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ باعتبار وجود تمام کائنات نوع واحد ہین

ایک ہی وجود سب کو محیط ہے اور وہ بھی بوجہ عروض وجود مذکور در بارۂ وجود موصوف بالعرض ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سلسلۂ وجود خدا پر ختم ہو جاتا ہے اسی لئے خدا تعالی کا ثانی تمام مواطن وجود مین سے کہین نہین ہو سکتا اور نیز یون بھی کہہ سکتے ہین کہ خدا تعالی تمام مواطن وجود کو محیط ہے اگر ثانی خدا ہو تو وہ اسیطرح تمام مواطن وجود کو محیط ہو گا اجتماع مثلین لازم آئیگا جسکو اجتماع الضدین بلکہ اجتماع النقیضین لازم ہے کیونکہ ہر شئے اسبات کو مقتضی ہے کہ اوسکے مبلغ احاطہ مین اور کوئی شئے نہو چنانچہ تحیزات اور احیاز کے دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہے اور نیز یہ بات ظاہر ہے کہ جیسے خداوند کریم نے ممکنات کو اپنے خزانۂ وجود مین سے ایک حصہ وجود عنایت کیا ہے اور اس وجہ سے تمام کمالات وجود بقدر حصہ مذکور علی حسب القابلیت اونکین آگئے ہین اسیطرح سبحان وحدہ لاشریک ہونے کے خداوند کریم نے تمام کائنات کو بقدر قابلیت واحاطہ وجود عنایت فرمائی ہے بالجملہ ہر چیز اس بات کو مقتضی ہے کہ اوسکے مبلغ احاطہ مین کوئی اور نہو اور اس وجہ سے کہہ سکتے ہین کہ ہر شئے کے ماسوا کا عدم اوس شئے مین ماخوذ ہے اوسکے تصور مین بالاجمال ملحوظ ورنہ تصادق متباینات محال نہوتا مگر جیسے نوع وجود مین خدا تعالی خاتم تہا اور باین نظر کہ نوع وجود تمام افراد کائنات مین ساری ہے اور ہر مواطن وجود مین کوئی اوسکا ثانی نہین ہو سکتا ایسے ہی نوع نبوت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہین اور سلسلہ موجود مین کوئی آپکا ثانی نہین ہو سکتا اور جب یون لحاظ کیا جائے کہ نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ ایک وجود خاص ومقید ہے اور وجود خداوندی وجود مطلق تو بالضرور وجود خداوندی وجود خاص مذکور کو محیط ہو گا پہر جب اس بات کو لحاظ کیا جائے کہ خاتم ایک اور وہ موصوفات جو اوسکے در بارۂ وصف ملتجی اور اوسکی محتاج ہین متعدد تو مجموعۂ خاتم اعنی موصوف بالذات اور موصوف بالعرض بمنزل ایک مخروط کے ہو گا پہر مخروط وجود کا انبساط مخروط نبوۃ کے انبساط سے زیادہ ہو گا اور اوسکا قاعدہ اوسکے

قاعدہ سے بڑا اس صورت مین اگرچہ بعد توہم اخراج ساقہای مخروط الی غیر النہایۃ لاتناہی قاعدہ
دونو جا متصور ہے اور بنائے لاتناہی افراد مقدرہ اسی بات پر ہے لیکن افراد مقدرہ کسی مخروط
معنوی کی نسبت ایسے ہون گے جیسے نقاط مفروضہ قاعدہ مخروط جسمانی سو جیسے جو نقطہ اوس
قاعدہ سے خارج کسی اور مخروط مقدر و مفروض پر اوس مخروط سے علاقہ نہین رکہتا اور اوسکے
نقاط مفروضہ یا موجودہ مین سے نہین سمجہا جاتا اور اس وجہ سے مخروط ثانی کے امکان یا وجود کا
انکار نہین کر سکتے اگر کرین تو کسی اور دلیل اور وجہ کے بہروسے سے کرین ایسے ہی وہ افراد جو کسی
اور مخروط معنوی مقدر کے سمجہے جاتے ہین اسکی افراد نہ کہلائین گے اور نہ اس وجہ سے انحصار
امکان فی مخروط الواحد اور امتناع مخروط دیگر ثابت ہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ
مین نے اگر کہا ہے تو افراد مقدرہ معروضات نبوت ہی کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ سب آپ ہی سے مستفیض
ہون گے کسی خاتم مقدر کی نسبت یہ گذارش نہین کی ہان اگر خاتم مقدر کو بہی موطن مقابل زاویہ
راس مخروط نبوت یعنی نقطہ ذات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قاعدہ کی جانب
واقع فرض کرین جیسے خواتم اراضی سافلہ کی نسبت یہی خیال ہے تب وہ بہی اسی مخروط خارجی مین
داخل ہوجائیگا ورنہ زاویہ راس مخروط ثانی تجویز کرین تو پہر وہ نقطہ منجملہ نقاط مقدرہ قاعدہ مخروط
نہوگا جو اوسکو منجملہ انبیائے مضاف الیہ جملہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کرین اور امتناع
خاتم دیگر تسلیم کرین علی ہذا القیاس بذریعہ احاطہ اگر تقریر امتناع تحریر کرین تو اوسکا ماحصل بہی
یہی ہوگا کہ موطن نبوت موجودہ فی الخارج مین دوسرا خاتم ممکن نہین اگر ممکن ہے معروض نبوت ممکن ہے
موطن نبوت ایک موطن خاص ہے اور موطن وجود اوس سے وسیع اور عام ہے اور یہ وسعت بہی
اتنی کچہ کہ کچہ نہایت ہی نہین کیونکہ غیر متناہی مین سے امثال متناہی الی غیر النہایۃ نکل سکتے ہین
اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق بجمیع الوجوہ مطلق ہے ورنہ موجودات عینیہ مین اوس سے بہی زیادہ کوئی

مطلق نکلے گا اور اس وجہ سے وجود کے لئے موجودات مین سے کوئی قسیم بنے گا باقی رہا عموم مفہوم
وشئی یہ دونون منجملہ مفہومات انتزاعیہ ہین حقائق خارجیہ مین سے نہین اور پہر غور سے دیکھئے
تو وہ بہی ایک وجہ سے اقسام موجودات مین سے ہین ورنہ منجملہ معدومات ہون گے اور موجودات پر
انکا صادق آنا غلط ہوجائیگا رہا صدق علی المعلومات وہ صدق علی المعنون نہین صدق علی العنوان ہے
جسکے موجود ذہنی ہونے مین کچہ کلام نہین الغرض عنوان پر صادق آئی جیسے معدومات اور موجودات
دونون مین ہے یا فقط معنون پر جیسے موجودات پر ہوتا ہے وجہ صدق ذہنی موجودیہ مفہوم وشئی
اسلئے کہ مفہوم وہ جس سے فہم متعلق ہوا اور اسپر واقع ہوا اور شئے وہ جس سے مشیت متعلق ہوا اور
اسپر واقع ہوا اور تعلق ووقوع فہم اور مشیت جو بالیقین وجودی ہین اگر ممکن ہے تو موجودات ہی کے
ساتہ ممکن ہے ورنہ مفاد تعلق ووقوع جو بالیقین نسبت ایجابیہ ہے اور دونون طرف کی وجودی
ہونے کی خواستگار ہے ایک ہی وجودی سے متحقق ہوجائیگا اور تحقق نسبت کے لئے وجود
جانبین ضروری نہ رہیگا اور وقت عکس قضیہ مشار الیہا یعنی جس وقت مفہوم اور شئی موضوع
ہوجائین قضیہ موجبہ بے وجود موضوع صادق آجائیگا اگر مفاد مفہوم وشئی مفعول مطلق ہے یعنی فہم و مشیئت کا
مفعول بہ نہین تب بہی یہی خرابی برسر رہیگی کیونکہ جب مفعول متقید وجودی ہے تو مفعول مطلق
ضرور ہی وجودی ہوگا دوسرے آپ غور فرمادین تو مفعول مطلق انتہاء مصداق مبدأ اشتقاق یعنی
منتہاء وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے کیونکہ مطابق نقشہ مفعول بہ اگر بنایا جاتا ہے تو وہی بنایا جاتا ہے
ورنہ نہوتا تو باوخال باء استعانت اوسکا نام مفعول بہ نہ رکہا جاتا سو جیسے مجرور بہ کی ضمیر مفعول
کی جانب راجع ہے ایسے ہی مفعول بہ مین بہ کی ضمیر مفعول بہ کی طرف راجع ہے جیسے وہان باء استعانت ہے
یہان بہی باء استعانت ہے البتہ مفعول خاص کی ضمیر مفعول مطلق کی طرف راجع ہے اور حاصل
ترکیب یہ ہوا کہ مفعول مطلق بنایا گیا ہے بوسیلہ مفعول بہ کے اور صورت اسکی ایسی سمجہو جیسے وقت تنور

اشیاء باطن نور مین ظاہر اشیاء کی موافق ایک شکل پیدا ہو جاتی ہے پر مرچہ بادا باد مفعول انتہاء صفت عارض علی المعروض ہوتا ہے چنانچہ مثال نور سے یہ بات روشن ہے اسلئے کہ شکل مذکور پر نفوذ کا انتہاء ہوتا ہے سو صفت عارضہ اگر وجودی ہے جیسے شیشہ اور فہم تو مفعول مطلق بھی وجودی ہوگا بہرحال مفہوم اور شی کی موجود اور اقسام وجود ہونے مین کچہ تامل نہین اس صورتمین وجود تمام موجودات خارجیہ کے عام ہوگا اور اوسکے لئے کوئی تقیید اور تحدید نہوسکیگی اور اس وجہ سے اوسکو لیے لاتناہی جمیع الوجوہ کا تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور سوا اسکے اور مفہومات مطلقہ اگر مطلق ہون گے تو بنسبت اپنی معروضات ہی کے مطلق ہون گے اور عموم بھی اونمین ہوگا تو یہ نسبت اپنی ماتحت ہی کے ہوگا بہ نسبت مافوق پھر مقید اور خاص ہی کہنا پڑیگا اور تناہی کا اوسکی نسبت تسلیم کرنا ضرور ہوگا خواہ ایک دو جہت مین ہو یا جمیع جہات مین اور ظاہر ہے کہ غیر متناہی مین امثال متناہی غیر متناہی نکل سکتی ہین سو افراد مقدرہ مخروط نبوت موجودہ فی الخارج داخل احاطہ حکومت وفیض حضرت خاتم المرسلین ہین اور اس احاطہ مین ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا اسلئے ممکن نہین کہ اجتماع المثلین فی محل واحد لازم آئیگا مگر مخروطات مقدرۃ الوجود اوس احاطہ سے خارج ہین اور ہونگا اور یہ امر جو بالیقین خاتمیت مطلقہ مین ہمارے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا لنظیر ہوگا اوس احاطہ مین داخل نہین اور مخروط نبوت یعنی مابعد النبوۃ کا خارج مین موجود ہونا اور بعض افراد مقدرہ کا خارج مین موجود نہونا ایسا ہے جیسا فرض کرو آفتاب ایک ہیئت کذائی جسمین اشعہ مستطیلہ مثلثہ موجود ہین موجود ہونا اور یہ ارض وسماء واشجار و در و دیوار جو محل وقوع نور آفتاب اور اشعہ مذکورہ ہوتے ہین نہوتے اس صورتمین ظاہر ہے کہ صحنہا مختلفہ اور روشندانون متعددہ کی روشنیان اور آئینہا مختلفہ کے انوار جواب موجود ہین اور باہم مختلف خارج مین ہرگز موجود نہوتے مگر جیسے یہ موجود ہین اور یہ روشنیان اور یہ انوار تو نور آفتاب عالمتاب کے

افراد مقدرہ مین سے ہوسکتے ہین اور اس احاطہ مین باوجود بقا ہیئۃ وکیفیۃ وکمیۃ نور بجنسہا
دوسرے آفتاب کا ہونا ممکن نہین یعنی ان افراد عرضیہ کے لئے اور خاتم متصور نہین ایسے اور آفتاب
اگر کہین اور فرض کرین تو وہ آفتاب منجملہ افراد مقدرۃ الوقوع فی احاطۃ ہذہ الشمس نہوگا اور نہ اوسکے
احاطہ کے افراد خارجیہ یا مقدرہ اس آفتاب کے افراد مقدرہ مین سے شمار کئے جائین گے
بالجملہ افراد مقدرہ کے لئے مادہ تقدیر کا اسیطرح موجود ہونا ضرور ہے جیسے دہوپون کے افراد اور
روشندانون کی روشنیون اور آئینون کی انوار مقدرہ کے لئے نور مطلق آفتاب کا وجود سو جیسے
آفتاب یا اوسکو خاتم الانوار اور روشنیون اور دہوپون کا خاتم بطور احقر جب ہی کہہ سکتے ہین
جبکہ نور مطلق اوسکو لازم ہو اور نور آئینہ اوسمین موجود ہو ایسے ہی خاتم النبیین جسکو بطور مذکور
جب ہی کہہ سکتے ہین کہ مادہ تقدیر یعنی مادہ نبوۃ موجود ہو سو اوسی کے احاطہ کے افراد مقدرہ کو
منجملہ افراد مقدرۃ النبیین مضاف الیہ خاتم کہہ سکتے ہین مگر جیسے خود خاتم کو منجملہ افراد مضاف الیہ
نہین کہہ سکتے اوسکے نظیر کو بہی منجملہ افراد مقدرۃ النبیین کہنا غلط ہے کیونکہ جیسے وہ داخل احاطہ
مادہ تقدیر نہین ایسے ہی یہ بہی داخل نہین اب دیکہئے قول احقر بہی جون کا تون بنا رہا اور امکان
نظیر بہی ہاتہ سے نہ گیا الغرض موصوف بالذات بالنبوۃ کی وحدۃ اور امتناع تعدد بہ نسبت اپنی
افراد مقدرہ فی المقابل کے معارض امکان ذاتی نظیر موصوف بالذات نہین بالجملہ اتصاف ذاتی
اول درجہ کا تو منحصر ذات بابرکات جناب قاضی الحاجات خالق کائنات ہی مین ہے اسلئے کہ
اوس الٰہ کے سوا کوئی احاطہ ہی نہین اور دوسرے درجہ کا اتصاف ذاتی حضرت سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہان اگر آپ اپنی ذات وصفات وکمالات مین محتاج خالق کائنات
نہوتے بلکہ بذات خود مستقل اور مستغنی عن الغیر ہوتے تو آپکا اتصاف ذاتی ہی کامل درجہ کا
ذاتی ہوتا اور کوئی احاطہ آپ کے احاطہ کے سوا نہوتا اور اس وجہ سے آپکا نظیر ہر طرح سے

ممتنع بالذات ہوتا مگر چونکہ آپکا احاطہ اتنا وسیع نہین کہ تمام کائنات کو محیط ہو تو احاطۂ خداوندی مین
ایسے ایسے احاطہ سیکڑون نکل سکتے ہین اسلیئے آپ کے نظیر کا امتناع منحصر اوسی آپ کے احاطہ مین رہیگا
جسکو احاطۂ نبوۃ موجودہ کہیئے اور سکی طرف بالالتزام بلفظ خاتم النبیین اشارہ فرمایا ہے اور سوا
اوس احاطہ کے اور مواطن مین آپکا نظیر ممکن ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ داخل شخص اکبر جو احاطۂ نبوۃ ہے
اور اوس احاطہ سے زیادہ کم کرنا اوسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ناک سے
زیادہ کم کردینا اوس احاطہ مین تو آپکا ثانی ممتنع ہے اور خارج از احاطۂ مذکورہ ممکن سو ایسا امتناع
وہ امتناع بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے اب یون کہو اور مخلوقات کی نسبت آپ مستغنی
اور مستقل ہین اور بہ نسبت خالق کائنات محتاج اور ملتجی تو آپ من وجہ مستغنی اور من وجہ محتاج من وجہ
موصوف بالذات من وجہ معروض اور موصوف بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ اور مقدرہ کو خاتم
ہون یا غیر خاتم آپ کے ساتھ ہے وہی نسبت آپکو بلکہ اوس سے زیادہ خدا تعالی کے ساتھ ہے جب کہ
مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید اور آپ کے معروض ہین غیر متناہی ہوسکتی ہین تو آپکے
افراد مماثل جو خدا سے مستفید اور مثل آپکے فقط محتاج الی اللہ ہون گے کیونکر غیر متناہی نہ ہون
ہان آپکے نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے عظیم الشان ہے تو البتہ پھر ہمکو اس باب مین
تو گفت شنود کی گنجائش نہ رہیگی اور اگر رہیگی بھی تو فقط یہ کہ ممکن ہے کہ آپکے افراد مماثل محدود اور
متناہی ہی ممکن ہون غیر متناہی نہ سہی لیکن درباره عظمۃ و رفعۃ البتہ قیل و قال رہیگی الحاصل
عالم اسباب مین جنکو موصوف بالذات کہتے ہین اون سب مین عالی مرتبہ آپ ہین پھر خدا کے سامنے
آپ بھی اور نیز اور موصوف بالذات منجملہ عرضیات اور موصوفات بالعرض ہین والعاقل تکفیہ الاشارہ
تحذیر الناس — معلوم ہے کہ تفسیر بالرای مین کیا شدید حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے
باوجود اسکے خاتم النبیین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بھی اوسکا موافق اور مؤید علماء امت سے نہین

طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جمہور کی بہی کی اور مطلب بہی ثابت نہوا۔

جواب مولانا یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرای پر وعید شدید ہی اور یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرای اوسے نہین کہتے جسکو آپ تفسیر بالرای سمجہتے ہین اور نیز یہ بہی معلوم ہی کہ اور علما بہی دربارہ الصاف ذاتی ہمارے موافق ہین اور نیز یہ بہی معلوم ہے کہ اگر اور کوئی یہ تفسیر نہ لکہے تب بہی مخالفہ جمہور نہین اور پہر باایہمہ اہل فہم وانصاف کے نزدیک ہمارا مطلب ایسی طرح ثابت ہی کہ اوسمین ہرگز گنجایش تردد وتامل نہین مولانا اگر یہی تفسیر بالرای ہی تو بالضرور آپ مفسرین کبار کوبہی داخل وعید مذکور سمجہتے ہونگے کیونکہ ایک ایک آیہ مین اقوال متعددہ موجود سب تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی نہین سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ مین سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا باقی سب منجملہ تفسیر بالرای ہونگے سو یہ آپکی تکفیر کا چہینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑیگا بڑے بڑے اکابر تک یہ بوچہار جائیگی سو ہم تو یون ہی سمجہکر چپ ہو رہین گے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا ایسے ایمان کو ننگ کفر کہئے تو بجا ہے پر اکابر دین کو آپ کیا منہ دکہلائینگے اور اگر یون کہئے کہ تمام اقوال مفسرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی ہین پر ایک صحیح باقی موضوع تو بوجہ تمیز نہونے صحیح وموضوع کے صحیح کی طرف ہی بوجہ قلت گمان وضعی ہی رہیگا اور اعتبار تفاسیر بالکل جاتا رہیگا مولانا مین نے تو پہلے ہی اس اندیشہ سی کہ ابنا روزگار اس تفسیر کو منجملہ تفسیر بالرای سمجہین گے تفسیر بالرائی کی تفسیر بہی آخر تحذیر مین لکہدی تہی پر آپ ملاحظہ نفرمائین تو میرا کیا قصور اور اگر باوجود ملاحظہ عرض مذکور یہ عتاب ہے تو قبل اسکے کہ آپ اوس عرض پر ردوقدح کرین نہ آپ کو اعتراض مناسب تہا نہ مجکو جواب ضرور آپ فرماتے ہین کہ جمہور کی مخالفہ کی یہ بات کوئی اونیم ملا کہتا تو بجا تہا آپکی کہنے کی یہ بات نہ تہی اگر فقط نئے مضامین کا نکالنا مخالفہ جمہور ہی تو مین کیا تمام مفسرین کی جانب یہ الزام عائد ہوگا ایسا کونسا مفسر ہے جسنے کوئی نکوئی نئی بات نہین کہی اور کوئی نہ کوئی نکتہ نہین نکالا

اور اگر مخالفۃ جمہور اسکا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائین تو
آپ ہی فرمائین تاخر زمانی اور خاتمیۃ عصر نبوۃ کو مین نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا مولانا
مین نے خاتم کے وہی معنے رکھے جو اہل لغۃ سے منقول ہین اہل زبان مین مشہور کیونکہ تقدم و تاخر
مثل حیوان انواع مختلفہ پر بطور حقیقۃ بولا جاتا ہے ہان تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی مین
منحصر ہوتا تو ہر صورۃ ارادہ خاتمیۃ ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہوجاتے پہر اوسکو آپ تفسیر بالرای
کہتے تو بجا تہا علی ہذا القیاس نبیین کے معنو مین بہی مین نے تصرف نہین کیا تیسر خاتمیۃ مرتبی کے لئے کلام اللہ
و حدیث مین سے متعدد شواہد نقل کئے اس صورتمین اگر آپکو کہنا تہا تو تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث
کہنا تہا تفسیر بالرای نفرمانا تہا اور اگر آپکے نزدیک تفسیر بالقرآن ہی منجملہ تفسیر بالرای ہے تو آپ کوئی
تعریف تفسیر اصلی بیان فرمائے مولانا خاتمیۃ زمانی سے مین نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہین کے
مگر ہان آپ گوشۂ عنایت و توجہ سے دیکہتے ہی نہین تو مین کیا کرون اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول
نہین ہوتا بلکہ اوسکا مصدق اور موئد ہوتا ہے اورون نے فقط خاتمیۃ زمانی اگر بیان کی تہی تو مین نے
اوسکی علۃ یعنی خاتمیۃ مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی مین اقتضاء خاتمیۃ مرتبی کا بہ نسبت خاتمیۃ زمانی
ذکر کر دیا یہ تو اُس صورتمین ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور اگر خاتم کو مطلق رکہئے تو پہر خاتمیۃ
مرتبی اور خاتمیۃ زمانی اور خاتمیۃ مکانی تینون اُس سے اسیطرح ثابت ہوجائینگی جیسی طرح آیۃ
انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان مین لفظ رجس سے نجاستہ معنوے
اور نجاستہ ظاہری دونون ثابت ہوتی ہین اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ خمر نجس العین بنجاستہ ظاہرہ ہے اور میسر اور انصاب و ازلام اگر نجس ہین تو اونکی نجاستہ
ظاہری نجاستہ نہین بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمر مخالف و معارض قیام زید نہین بلکہ مع شئی
زائد اوسکی تصدیق ہے ایسی ہی اس صورت مین میری تفسیر مع شئی زائد مصدق تفسیر مفسران

گذشتہ ہو گی نہ مخالف اور معارض اور اگر عرض احقر مخالف جمہور ہے تو تمام بطون آیات
ظہور آیات کے معارض ہوں گے اور حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن آیات افسانہ غلط ہو گا ۔ یہ
ارشاد کہ مطلب بھی ثابت نہو فقط آپ اپنے اعتراضوں کے بھروسے یہ ارشاد فرماتے ہیں پہر
جوابوں کو دیکھکر انشاء اللہ پہر ہرگز نفرمائیں گے ہان خدانخواستہ آپ سا منصف حلیم الطبع سلیم الطبع
اگر تعصب پر آئے تو پہر میرا جواب دینا محض لغو اور آپ کے اعتراض سب بجا ہو جائیں گے ۔
مخدورتا سعہ تحقیق صاحب انسان کامل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی طبقہ مین طبقات سافلہ سے انسان کا
نشان نہین وہ لکھتے ہین کہ دوسرے طبقہ مین مومنین جن آباد ہین تیسرے مین مشرکین جن چوتھے مین شیاطین
پانچوین مین عفاریت چھٹے مین مردہ ساتوین مین عقاریب وحیات نمونہ عذاب جہنم ۔
جواب ۔ مولانا اگر تحقیق صاحب انسان کامل سے ترتیب کیفیۃ آبادی طبقات سافلہ بطور مرقوم فی المیزان
معلوم ہوتی ہے تو حضرت ابن عباس حبر امتہ کی تحقیق سے وہ کیفیۃ معلوم ہوتی ہے جو اثر مذکور مین مذکور ہے
پہر اثر مذکور کو محدثان ذوالاحترام صحیح الاسناد کہتے ہین اور صحیح الاسناد ہونا کسی حدیث کا بعد اسکے کہ
کسی حدیث قوی کی یا نص جلی کے معارض نہو بلکہ نصوص قطعیہ اوسکی موئید ہون موجب صحۃ متن ہونا ہے
سوا اوسکے لذا تو معلوم ہی ہو چکی رہی موافقت تفسیر آیۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ
الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ کو جو رسالہ تحذیر مین مرقوم ہے بنظر انصاف دیکھئے اور پہر فرمائیے کہ
نہین لیکن جیسے اس حدیث کی تصحیح محدثین سے ثابت ہے مضامین انسان کامل کا مرفوع ہونا
اور پہر اونکی تصحیح محدثین سے منقول نہین پہر با اینہمہ حسب مزعوم جناب مخالف اثر مذکور جو بالیقین
اوس سے قوی اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ بعد اس مخالفہ کے قول صاحب انسان
کامل قابل قبول رہا یا نہ رہا دوسرے آپ دعوی تو یہ کرتے ہین کہ کسی طبقہ مین طبقات سافلہ مین سے
انسان کا نشان نہین اور پہر دلیل ایسی پیش کرتے ہین کہ جس سے اور انواع کا طبقات سافلہ مین

وجود معلوم ہوتا ہی انسان کی نفی نہیں نکلتی ورنہ یہی قاعدہ ہے تو اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء اور ثم اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا اور ولنسکننکم الارض من بعدہم وغیرہ آیات سب اس بات پر دلالت کرینگی کہ زمین مین سوا بنی آدم اور کوئی نوع نہین اور چونکہ بالبداہتہ اور انواع خارج از حد شمار اس زمین مین موجود ہین تو نعوذ باللہ کذب کلام ربانی لازم آئیگا مولانا آپ نے انسان کامل مین یہ بہی نہ دیکہا ہوتا کہ اس مین کے تصریحات کیا لکہا ہے مولانا وہ کیسی بات ہو کہ احادیث اور اقوال بزرگان دین باہم موافق رہین آپکی نظر تلاش تعارض ہی مین کیون مصروف ہے۔

حجت دوازدہم خاتمیۃ زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجمع علیہ علماء امتہ ہی جسکی ضرورۃ سے قاسم کہتا ہی کہ یہ خاتمیۃ یون بن سکتی ہے کہ اُن چہ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سے سمجہا جاوے مگر یہ نہ سمجہا کہ ایسے ہی سمجہنا چاہئے تاکہ امکان نظیر ثابت ہو جائے تاکہ فعلیتہ کی دعوی کی گنجایش ہی ہووے کہ اگر کوئی مخالف اجماع پر کمر باندہے تو کہوے کہ چہ اور بعد کو موجود ہو گئے ہین اثر ابن عباس سے ثابت اور قاسم سا عالم اوسکا مثبت۔

جواب - مولانا معلوم نہین یہ اعتراض ہے یا عتاب ہی اعتراض کی تو کوئی بات اسمین سے نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ غضب ہی نکلا مولانا خاتمیۃ زمانی اپنا دین ایمان ہی ناحق کی تہمۃ کا البتہ کچہ علاج نہین سو اگر ایسی باتین جائز ہون تو ہماری منہ مین بہی زبان ہے اس تہمۃ کے جواب مین ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملتہ پر ہزار تہمتین لگا سکتے ہین اور تہمتونکا کیا ذکر ہے اگر ہم یون کہین کہ آپکی کلام سے بوے انکار افضلیۃ آتی ہے تو بروی انصاف غلط نہین مگر کیا کیجے آیۃ لئن بسطت الی یدک یاد ہے مولانا کچہ انصاف بہی چاہئے اگر کوئی شخص یہ پوچہہ بیٹہے کہ انعقاد اجماع کے لئے احتمال وجود انبیاء بعد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہے تاکہ اجماع سے اوس احتمال کا بطلان ہو جاوے

مگر احتمال مذکور بعد تعین وجود بنی آدم ہے سو اس زمین میں تو وجود آدم و بنی آدم مسلم پر اور زمینوں میں تو بنی آدم کا ہونا ہی مسلم نہیں جو اونکی نسبت بھی آپکی خاتمیۃ زمانی پر اجماع ہوا ہو تو ایسے شخص کے جواب میں ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ وجود نوع انسان طبقات سافلہ میں احادیث سے ثابت ہے وقت انعقاد اجماع اہل اجماع کے تمام طبقات کے نوع انسانی پر نظر تھی پر آپ کیا جواب دینگے آپ تو فرماتے ہیں کہ طبقات سافلہ میں انسان کا نشان نہیں اس صورۃ میں بجز اسکے اور کیا کہیئے گا کہ افراد مقدرۃ الوقوع کی نسبتہ بھی آپکی خاتمیۃ پر اجماع منعقد ہو لیا ہی لیکن آپ عنایت فرما اوس کتاب کو ہمیں بھی تو دکھلائیں جسمیں افراد مقدرۃ الوقوع اور انواع انسانی مقدرۃ الوقوع کا بھی ذکر ہو مولانا کچھ تو خیال فرمائیں درصورۃ ارادہ تاخر زمانی جملہ خاتم النبیین قضیہ خارجیہ نہوگا نہ مقدرہ اسلئے کہ منجملہ افراد مقدرہ وہ افراد بھی ہیں جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں لو کان بعدی نبی لکان عمر علی ہذا القیاس حضرت ابراہیم فرزند دلبند سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتہ کچھ اسی قسم کا ارشاد ہی پہر معلوم نہیں ان افراد کی نسبتہ تاخر زمانی کیونکر ہی گا اور اہل اجماع نے کیا سمجہکر اجماع کیا اور اسے بھی جانے دیجئے آپ خاتمیۃ مرتبی کو مانتے ہی نہیں خاتمیۃ زمانی ہی کو آپ تسلیم فرماتے ہیں خیر اگرچہ اسمیں در پردہ انکار افضلیۃ تامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہی لیکن خاتمیۃ زمانی کو بھی آپ اتنا عام نہیں کر سکتے جتنا ہمنے خاتمیۃ مرتبی کو عام کر دیا تہا وجہ اوسکی یہ ہی کہ حجیۃ اجماع بہر حال حجیۃ قرآن شریف سے کم ہے اسلئے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم میں زیادہ نہوگا تو کم بھی نہوگا قرآن شریف میں موجود ہے الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم اور ظاہر ہے کہ یہاں تمام نوع انسانی مراد نہیں افراد معدود مراد ہیں سو اگر یہاں یہ عذر ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصص ہے تو وہاں بھی قرینہ خارجیہ مخصص ہے غرض خاتمیۃ زمانی ہی یہ ہی کہ دین محمدی بعد ظہور منسوخ نہو علوم نبوۃ اپنی انتہا کو پہونچ جائیں کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف

پہر بنی آدم کو احتیاج باقی نرہے سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جبکہ انبیاء مفروض الوجود بعد زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یا فی زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اوس زمین مین پیدا ہون کیونکہ اُن کے گنجایش ہے اور اگر فرض کرو کسی اور زمین مین کوئی اور نبی معاصر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا بعد زمان خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو تو نہ اوس تک کسیکو رسائی میسر نہ یہان کے باشندون کو اوسکو اتباع کی گنجایش پہر کاہیکے لئے اونکی نسبت آپکو بعد مین پیدا کیجئے اور کاہیکے لئے اسپر اجماع منعقد کیجئے ہان قطع نظر عرض مذکور کے اگر محض تاخر زمانی بالذات موجب افضلیت ہوتا تو البتہ ایک بات بہی تہی مگر آپ ہی نہین بلکہ اور سب خوب جانتے ہین کہ محض تاخر زمانی موجبات افضلیت مین سے نہین اگر ہوتی بہی تو اولیت ہوتی مولانا ہماری عرض کے قبول کرنیمین ساری باتین ٹہکانے لگ جاتی ہین اور آپ کے طور پر ایک مدعا ہی ثابت نہین ہو سکتا میری غرض اس کہنے سے کہ خاتمیت زمانی یون بن سکتی ہے کہ اُن چہ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سے سمجہا جاوے اون لوگونکا اسکات تہا جو خاتمیت سے خاتمیت زمانی مراد لیتے ہین اور پہر اثر مذکور کو مخالف آیۃ سمجہتے ہین ظاہر ہے کہ موافق بعض تقریرات گذشتہ نبیکم بہی مثل جملہ آدم کالحکم بیان واقعہ گذشتہ ہو سکتا ہے پہر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کہنا کیونکر روا ہے الغرض بطور جواب یہ احتمال بتلایا تہا بطور اظہار اعتقاد یہ گذارش نہ تہی جو آپ کہتے ہین یون کیون نہ کہا کہ ایسا ہی سمجہنا چاہئے اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر مین عرض کر چکا تہا جسمین سے تقریر ثانی کی موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائیگی باینہمہ اگر مجہسے اس بات مین تقصیر ہوئی تو مین بلا دقت اب اوسکو کہتا ہون پر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عروضی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین انکار افضلیت تامہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آیا اوسکی تلافی تو بلا رجوع اور اعتراف غلطی سابقہ ممکن ہی نہین مولانا فعلیت کے دعوی کی تو آپ یون ہی تہمت لگاتے ہین

ہم جو انہیں مانتے پر امکان نظیر کی بات مسلم لیکن آپ نے یہ خیال نفرمایا کہ خاتمیۃ زمانی
امکان نظیر کیونکر ہاتھہ سے جاتا رہے گا جو مین جز مانکہتا اور یون ہی احتمال نکال کر ٹال جاتا
مولانا ہمارے دلائل ایسی پوچ نہین اور نہ ہم اپنے دعوی مین ایسے حیران جو موافق
مثل مشہور الغریق یتعلق بکل حشیش آپکی طرح ایسی نکمی دلیلین بیان کرتے اور ایسی
باتون سے سہارا لیتے امکان نظیر تو مولانا ایسی دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا اگر تمام گروہ
مدعیین امتناع بہی اکٹہے ہون تو انشاء اللہ جنبش نہ آئے اگرچہ چہاڑ اپنا شیوہ نہو تا تو
ہم آپ سے اول اسی مسئلہ مین نقشے پر کیا کیجے اپنی گم گوئی اور یکسوئی اور ونکی جرأت
باعث ہو گیا پر اپنا یقین اور ونکی ہدایت کا سبب نہ بنا آپ کی سلامتہ طبع اور انصاف کا
کسیقدر سے سنائے معتقد ہون موافق الدین النصیحۃ یہ گذارش ہے کہ مولانا عقیدہ
کی بات ہے خدا کی قدرۃ کو بتہمت استحالہ ذاتی بٹا نہ لگائے زیادہ کیا عرض کرون آپکے
عشرہ کاملہ کا نقصان تو ظاہر ہی ہو گیا پہر کیا ہے سکے نئے قلم کہلئے پر یہ گذارش
مناسب وقت ہے کہ کامل تو یہ اعتراض ہین جو سراسر ناقص ہین ناقص کتنے ناقص ہونگے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ کہ اجوبہ محذورات عشرہ بعون خداوند بیہمتا و بے نظیر ختم ہوئے
اب اسکے علاوہ جو مراسلۃ اس مسئلہ مین باہمی ان ہی
حضرات کے واقع ہوئی ہے وہ مراسلات بہی
ہدیہ انظار ناظرین ہے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible] تتمیم جوابات مخدورات عشرہ سے فارغ ہوکی تھی جو یہ خط حضرت مولوی محمد عبد العزیز صاحب مدظلہ [illegible]

مکتوب اوّل

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ بخدمت منبع العلوم والمکارم بل للعلماء خاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام ظلہم السلام علیکم وعلی من اتبع الہدیٰ ممن لدیکم آپ نے جو رسالہ تحذیر الناس میں انکار اثر ابن عباس تحریر فرمایا ہے اس عرصہ میں نظر فقیر سے گذرا تو اوس پر بہت شبہات ومحذورات وارد بر ذہن ناقص ہوئے کچھ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی صاحب نزیل دہلی کے سوالات کا تہا ہوگیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفسار ضرور ہوا امید کہ جواب سے مشرف فرمایا جاوے اوّل یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیۃ خاتم النبیین میں آپ کے نزدیک راجح ہیں اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق انبیاء کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ میں نہیں اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب خاتم کے یہ معنی ٹہیرے تو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہیں اور جو شق اختیار کریں اوسکے معنی مرادی کی تصریح فرماویں تاکہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ

فی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال مین رہے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینۂ تشبیہ من واجب الوجود سمجھے اس واسطے اصطلاح خاص پر مطلع کرنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ خاتمیۃ سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تو آیۂ وخاتم النبیین سے بعبارت النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۂ واذ اخذ نا میثاق النبیین الخ اور حدیث علمت علم الاولین والآخرین سے آپ کے نزدیک دلالۃ یا اشارۃ سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموع سے یہ حاصل ہوا کہ حضرۃ خاتم بمعنی منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین کے ہین جو مدلول اولین وآخرین کا ہے جیسے کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء کے بھی ہین جو مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجح ہے اور آپکا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو آنحضرت کا مماثل نہین کہہ سکتے پس صاف ظاہر ہے کہ مماثلہ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس ؓ ہی مخالف مدلول آیۂ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے پس سوائے مبتدع کے کس مسلمان کو جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کہے اور انبیاء تحتانی مین جو آپ خاتمیۃ ثابت کرتے ہین اول تو ثابت نہین ہو سکتے اسلئے کہ مثلہن کی صحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی العمارۃ وفی نزول الامر بینہن کافی ہے حاجت اثبات انبیاء کی بھی نہین چہ جائے کہ خاتم ہوں اسواسطے اگر آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہوتے تو زمینون مین بھی ثابت ہوتے جبکہ نہین پس نہین ہین ثانیاً اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بھی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ نظیر اور مماثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ المطلقۃ مراد لیتے ہین اُن کے مقابلہ مین صرف یہ نام کی خاتمیۃ ادمیون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ مدعیان مماثلۃ وامکان نظیر بل تحقق نظیر پھولی نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے جہہ خاتم

مماثل اور نظیر ثابت کردے بحکم آن که الغریق متعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھے ہین کہ نظیر ہوتا تو کیا خاتم اضافی ہونا ہی ابہی ثابت نہین ہوا مگر غنیمت ہے سر او ٹھانے کو جگہہ تو ملی آنسو پوچھہ گئے اگرچہ خوبی تو اسمین تہی کہ مثلہن بہی کلام الہی تہا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلہ مطلقہ ثابت ہو جاتے مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین تیسرے یہ کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء مطلقا مجمع علیہ امت ہے اور آپ کے نزدیک بھی اسپر اجماع منعقد ہو گیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلم آپکا بہی ہے اوسکی موید ہے پہر خلاف حدیث او اجماع کے اور آیت خاتم النبیین کے خاتم کے معنی ایسے لکہے جس سے چہ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکہہ دو لاکہہ خاتم کا بہی بعد خاتم مطلق کے ہونا جائز ہو جاتا ہے بلکہ بہتر ہو تا کہ فضیلت بڑہ جائے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا ایسا شخص پوراسنی رہجاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرائی نہین کہتے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ چوتھے یہ کہ اثر ابن عباس کا مضمون جبکہ مخالف اطلاق وعموم آیۃ وخاتم النبیین بالمعنی المسلم وبالمعنی المجمع علیہ ہر طرح ہے جیسا گذرا پس منقطع بالقطاع معنوی ہو گو صحیح ہو قابل احتجاج وعمل نہین نظیر اسکی حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہے کہ باوجود صحت کے معمول بہ حنفیان نہین بسبب مخالفت عموم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی بالفعل انہی مسلمات پر کفایت کی اور دلائل موصوفیت بالذات وبالعرض پر جو شبہات وارد ہوتے ہین انکے بسبب عدیم الفرصتی کے اعراض کیا بعد الفرصت عرض کرونگا انشاء اللہ العزیز۔

جواب مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمترین خلائق ناکارہ روزگار محمد قاسم غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بجامع کمالات ظاہری وباطنی مولانا

محمد عبد العزیز صاحب دام ظلہ کی خدمت سراپا برکت و افادہ مین بعد سلام و نیاز کے عرض پرداز ہی
کچھ اوپر بیس دن ہوئے آپ کے مخدورات عشرہ مولوی فخر الحسن صاحب کی معرفت انبیٹہ مین
میرے پاس پہونچے جی مین آیا کہ جواب لکہیے مگر اول تو اپنی کاہلی ہمیشہ سے مانع تحریر ہی گہ و بیگاہ
احباب و اقارب کا تقاضا یا کسی بزرگ کا اشارہ ہوا تو بناچاری بہت بیتاب کہا کر اپنی تضیع اوقات
کرے ورنہ اپنی آپ کبہی شوق تحریر باعث تحریر نہین ہوتا دوسرے ایک عرصے سے یہ ہیچمدان کچہ
ایسا پریشان ہے کہ دل ٹہکانے نہین سرگردانی کا یہ عالم ہے کہ دن کہین رات کہین مخدورات
عشرہ کے پہونچنے کے بعد پندرہوین سولہوین دن کلبۂ احزان مین لوٹ کر آیا تو ایک دو روز تو
بعض مہمانون کی مدارات و مواسات مین گذری تیسرے دن بعد ظہر لیکر بیٹہا تو شام ہی کو پہر
دیوبند کی سوجہی یہان آکر پرسون اوقات مختلفہ مین بیٹہ اوٹہکر لکہہ لکہا کر تمام کیا ہی تہا جو کل
آپکا والانامہ میرے افتخار کا باعث ہوا مگر کہولکر دیکہا تو وہ بہی طومار اعتراضات ہی تہا وحشت سابقہ
فرو ہونے نپائی تہی کہ ایک اور سامان دل تنگی کہڑا ہو گیا جی مین کہتا ہون کہ یارب کون سی
تقصیر تہی جسکی بدلے دوست میری ہجیان لینے لگے بحث مباحثہ کا نام ہی سنا کرتی تہی یہ خبر تہی
کسکو کہتے ہین تحذیر الناس کی بدولت یہ دن بہی دیکہہ لئے مولانا میری کیفیت حال شاید آپنے
سنی ہو فتوی لکہنا تو کجا مہر و دستخط کرنے کا بہی اتفاق نہین ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل فقہیہ
مس نہین فرائض سے واقف نہین ہان احباب و اقارب کے خطوط کا جواب لکہدیا کرتا ہون مولوی
محمد حسن صاحب میرے بڑے بہائی ہوتے ہین در بارۂ تعارض اثر معلوم و جملہ خاتم النبیین مجہسے
استفسار فرمایا اُن کے ارشاد کے جواب مین پہلو تہی نکرسکا جو اپنا مافی الضمیر تہا لکہہ بہیجا اونہون نے
اوسکا نام بہی رکہدیا اور چہاب بہی دیا تسپر میرے نام بہی لگا دیا خیر اُس وقت تک تو اس نیازمند کو
فریقین سے امید توافق ہی تہی مثبتان اثر کے تو آنسو پونچہ گئے یعنی اثر مذکور بندۂ گنہگار نے

تسلیم کرلیا اگرچہ دعوی مساوات کلی کشش امثال کو باطل کرکے اوسکی جگہہ فقط انطباق
نقشۂ کمالات اختیار کیا اور منکران اثر سے انکار مساوات کلی مین مساوی رہا بلکہ وہ افضلیۃ
ثابت کی کہ بعد خدا یتعالی اور کسیکو ثابت ہی نہین ہان اگر اندیشہ تہا تو اسکا اندیشہ تہا کہ
اس تفسیر کو تفسیر بالرای سمجہین گے یا کسی قدر بعض اور مقامات پر لوگون کے کہٹکنے کا اندیشہ تہا سو جسمین
مخالف مقصود رسالہ تہا تو اندیشۂ اول تہا اسلئے تفسیر بالرای کی تفسیر بہی آخر تحذیر مین لکہدی
باقی اور شبہات مقدرہ کے لئے مواقع شبہات کے آس پاس ایسی قیود لگادین جنکو اہل فہم دیکہین تو
متامل نہون مگر تسپر یہ شور اوٹہا کہ خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب چہاپ بوہول گیا اولٹی ازار کادین
آگہی احسان کی بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولانا جائے انصاف ہے کونسی عقیدۂ مسلمہ کو
توڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہان اثبات
افضلیۃ کا دم بہرو تو آپ ہی فرمائین کیا جہوٹ ہوگا مصرع مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا
نکل آیا بلکہ اپنے زمرہ مین سے تو آپ کسیکو بتلائین کہ یہ افضلیۃ اوسنے ثابت کی ہو ہان بے وجہ کا
شور دعوی افضلیۃ اگر دعوی مدلل سے بڑہ سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ جنکو نہ خدا کی خدائی سے
مطلب نہ اوسکی قدرۃ پر کچہ نظر اگر ہے تو دعوی امتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ورد
زبان ہے توحید خداوندی کو منسوخ کرکے توحید محمدی پر ایمان ہے بالیقین ہمسے بڑہی ہوئی ہین
مگر اہل انصاف و فہم کے نزدیک یہ بڑہنا اگر ہے تو اوسی قبیل کا ہے جس طرح نصاری محبۃ
حضرت عیسی علیہ السلام سے اہل اسلام سی بڑہے ہوئے ہین خدا جانتا ہے کہ مین کسیکی تکفیر نہین
کرتا مگر ہان اس بات مین تمثیل مدنظر ہے کہ وہان جیسے دعوی بے دلیل اور پہر خلاف واقع لیسپر
مستلزم توہین سبوح وقدوس ایسی ہی یہان بہی دعوی افضلیۃ اور دعوی امتناع نظیر دونو سے
بے دلیل اور پہر خلاف واقع اور موجب توہین خداوندی محبۃ اخوۃ ایمانی کا یہ تقاضا ہے کہ آپ سے

اس مسئلہ مین التماس غور کرون جب اس عقیدہ کی خرابی پر نظر پڑتی ہے بے اختیار جی تڑپ جاتا ہے برادران اسلام کے نقصان دین وایمان پر دل لوٹ جاتا ہے مگر اپنا سا موہنہ لیکر رہجاتا ہون جی مین کہتا ہون کون سنتا ہے کسکو سنائیے جسکی خیر خواہی کرونگا وہی کاٹ کہانے کو دوڑیگا خیر خواہی کی بعینہ مباحثہ سر دہرنا پڑیگا ناچار چپ ہو رہتا ہون مگر آپ کے انصاف پرستی کا سنے سنائے معتقد ہون اور نیز عنایت نامہ سامی مین یہ بات دیکھکر کہ جوابات سوالات مولوی محمد علی صاحب کو دیکھکر بعض شبہات رفع ہوگئے یہ ناکارہ آپ کے انصاف کا اور بہی دلدادہ بنگیا اسلئے بکمال عجز و نیاز یہ گذارش ہے آپ اسکو عند اللہ چیڑ چہاڑ نہ سمجہین تہ دل سے یہ عرض کرتا ہون خدا تعالی کا وعدہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا آپ ہادی مطلق سے بکمال اخلاص دعا مانگین کہ دربارۂ امکان و امتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز دربارۂ اثر ابن عباس جو کچہ حق ہو مجہپر واضح ہو جائے اور نیز اسکے ساتہ اللہ تعالی سے عہد کرین کہ بعد وضوح انشاء اللہ ظاہر و باطن مین حق ہی کو اختیار کرونگا اور اپنے زمرہ کی ملامت ولسی نہ ڈرونگا اظہار حق مین دریغ نکرونگا اگر آپ بکمال اخلاص خدا تعالی سے التجا کرینگے تو مین امید قوی رکہتا ہون کہ انشاء اللہ تعالی ہم اور آپ متفق ہو جائینگے اور مین بہی انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا آپ دعا مانگین کہ خدا تعالی ہمکو اور آپکو ضلالت سے بچائے اور راہ راست دکہلائے قطع نظر حصول مطلب ہے اس صورت مین یہ بڑا نفع ہے کہ میرے آپکے اوقات خراب ہونگے اتفاق جو عمدہ مقاصد دین مین سے ہے نصیب ہو جائیگا ورنہ تحریر کا دامن بہت فراخ ہے باوجودیکہ مین نے کوئی بات موجب توہین شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہی تہی کہی تہی تو وہ بات کہی تہی کہ دربارۂ اثبات افضلیت کسی ایک دو ہی نے کہی ہوگی تسپر اہنا روز نے یہ لتاڑ بتلائی ہے کہ ساری تن آسانیان بہول گیا دامن چہوڑنا مشکل پڑگیا خدانخواستہ اگر کوئی کلمہ موہم توہین ہوتا پہر

موہنہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے مین نے غلط کہا توہین والے آجکل مرغ روملو بیٹہے تعظیم والون کی جان کو بنگئی مجہکو اس وقت ایک **حکایت** یاد آئی کسی امیر جاہل کی کچہ ایسی ہی نہم علا منشی تہے اوس امیر کے نام کے ساتہ بہادر تو نہ لکہا بہادر لکہہ گئے دوسرے منشی جو اتفاق سے آئے تو اپنے فروغ کے لئے اوس منشی کی یہ غلطی نکال کر لائے وہ امیر منشی اول پر بہت خفا ہوئے تو وہ منشی کیا کہتا ہے جناب عالی کمترین تو بغرض تعظیم آپ کو بجادر بڑی حے سے لکہتا ہے یہ منشی چاہتا ہے کہ آپ کی قدر گہٹ جاوے بڑی حے کی جا چہوٹی ہے لکہی جائے امیر صاحب کو یہ جواب پسند آیا اور منشی ثانی ہی کو نکلوا دیا سو اس زمانہ کی قدر شناسی کچہ اسی قسم کی نظر آتی ہی معنی موجب افضلیۃ تو کچہ ایسی برے لگتے ہین کہ اعتراض پر اعتراض چلے آتے ہین اور جو معنی کہ موجب افضلیۃ نہین بلکہ آثار موجبات افضلیۃ ہین اور لوازم وجود موجبات افضلیۃ مین سے ہین ایسی مقبول یہ مثال فقط دربارہ عمدگی و غیر عمدگی معنین اور قبول کمتر اور عدم قبول افضل ہے بجمیع الوجوہ مثال نہین جو اسکو منجملہ تعریضات توہین مفسرین کبار قرار دیکر کوئی صاحب خم ٹہوک کر لڑنے کو طیار ہون ان دونون معنونمین مجہسے پوچہئے تو فرق ظہر و بطن ہی جسکی طرف حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن مشیر ہے سو ظہر اور بطن مین اگرچہ اتنا فرق نہین ہوتا جتنا بجادر اور بہادر مین ہے پر لاریب خوبی اور عدم خوبی مین شریک ہین مثل بجادر بری نہاین جو جہل علما کہیا رہ پر دلالۃ کرین ہان بعد استماع معنیٔن معنی اول پر بے وجہ ہٹ کرنا تو البتہ اوسی امیر کا سا بجادر کو تسلیم کر لینا اور بہادر کو رد کرنا ہے مولانا معنی مقبول خدام والا مقام کو اگرچہ معنی مختار احقر کے سامنے دربارہ اثبات افضلیۃ کچہ نسبت ہی نہ کچہ مناسبت کیونکہ تاخر زمانی افضلیۃ کے لئے موضوع نہین افضلیۃ کو مستلزم نہین افضلیۃ ہی اوسکو بذات خود کچہ علاقہ نہین اگر ہے تو بلحاظ امور دیگر ہے لیکن معنی مختار احقر سے باطل نہین ہوتے ہین ثابت ہوتے ہین اس صورت مین بمقابلہ قضایا قیاساتہا معہا اگر منجملہ قیاسات

تو صاف یا نا معہا معنی فہما احقر کو کہئے تو بجا ہے بلکہ اس سے بہی بڑہکر لیجیے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر
صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکہی ہے جس سے خاتمیۃ زمانی اور خاتمیۃ مکانی اور خاتمیۃ
مرتبی تینون بدلالۃ مطابقی ثابت ہوجائین اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہی چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہی سو اس
صورۃ مین تو تاخر زمانی بدلالۃ التزامی ثابت ہوتا ہی اور دلالۃ التزامی اگر در بارہ توجہ الی المطلوب دلالۃ مطابقی سے
کمتر ہو مگر بعد دلالۃ ثبوت اور دلنشینی مین مدلول التزامی مدلول مطابقی سی زیادہ ہوتا ہے اسلئے کہ کسی چیز کی خبر
تحقق اوسکی برابر نہین ہوسکتی کہ اوسکی وجہ اور علۃ بہی بیان کیجاسے اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز
فرمائین تو اور امیدوار قبل ظہور وجہ ترجیح بیشک غل مچائینگے اور بعد وضوح وجہ و علۃ پہر مجال
دم زدن باقی نہین رہتی اور تو اور حضرات ملائکہ نے فقط انی جاعل فی الارض خلیفہ
سنکر کیا کیا کچہ نہ کہا حالانکہ یہ قول کسی ایسے ویسے سے نہ سنا تہا خداوند عدل سے سنا تہا مگر
بعد ظہور وجہ ترجیح سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ہی کہے بنی غیر
بات کہین کی کہین جا پڑی حاصل مطلب یہ ہی کہ خاتمیۃ زمانی سے مجکو انکار نہین بلکہ یون کہیے
منکرون کیلئے گنجایش انکار نہ چہوڑی افضلیۃ کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والون کے پانون
جما دئے اور نبیون کی نبوۃ پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر کسیکو نہین سمجہتا
یہی وجہ ہے کہ اونکو در بارہ نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید کہا ورنہ بروی تحقیق
سب برابر ہوجاتی اور کسیکو کسی پر افضلیۃ نرہتی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کسی
اور نبی کو ماننا پڑتا چنانچہ بعد ملاحظۂ عرض کمترین جو در بارۂ موجبات افضلیۃ جوابات محذورات
عشرہ مین لکہہ چکا ہون یہ عقدہ انشاء اللہ بشرط توجہ و انصاف و کار فرمائی فہم منحل ہوجائیگا
پہر معلوم نہین آپ کو اتنا رنج کیون ہے اس بات مین کونسا عقیدہ مسلم میری قول سے باطل ہوگیا
کون سا رخنہ دین محمدی مین پڑگیا ہان یون سنئے میرے محاکمہ سے عقیدۂ افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

درست ومحکم ہوگیا مدعیان مساوات کلی کو جو بوسیلۂ اثر معلوم یہ دعوی تہا مجال دم زدن باقی نہین رہی البتہ عرض احقر قبول نہ کیجے تو پہر مدعیان افضلیۃ بعد اختیار خاتمیۃ زمانی بہی اوس اثر کو باطل نہین کر سکتی کیونکہ جملہ اسمیہ کی صدق کے لئے کچہ زمان حال ہی ایسے مواقع مین ضرور نہین زمان ماضی بہی کافی ہے چنانچہ آدمؑ کادمٍ ملکوٍ یا مثلاً محمدؐ افضل الکونین وغیرہ جنکی موضوعات زمانہ ماضی مین تہی اور اونکی تسلیم مین کسیکو گنجایش انکار نہین اسپر شاہد ہین اور جب اثر مذکور باطل نہوا تو پہر مدعی ششش امثال کا مونہہ روکنے والا کون ہے ہان یہ اثر ضعیف الاسناد ہوتا تو مدعیان افضلیۃ کو کہنے کی گنجایش تہی اب آپ خدا را ذرد دریا ہو کر فرمائے آپ یا او صاحب جو اس کمترین پر دانت پیستے ہین اس شبہ کا جواب دیسکتے ہین بلکہ ایسی صورت مین تو ملحدون کو انبیاء سابقین اور اولیاء لاحقین مین سے جسکو چاہین افضل کہنے کی گنجایش ہے کیونکہ تاخر زمانی سے بالبداہتہ افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی کوئی اور ایسی نص کلام اللہ مین موجود نہین جو موجود ہین اونسے ثبوت افضلیۃ معلوم اور اگر کوئی آیۃ ہو بہی تو مجکو توقع نہین ہمارا آپ کا ذہن وہانتک پہونچے بجز اسکے کہ حدیث یا اجماع کی طرف رخ کرین اور کیا ہوگا لیکن آپ جانتے ہین مسئلہ رؤیۃ اور مسئلہ تقدیر سے بڑہکر یہ مسئلہ احادیث واجماع اہل سنتہ سے ثابت نہین ہوسکتا جب انہین مسائل کا انکار ہو چکا ہو تو اس باب مین اجماع اور حدیث کی وہ لوگ کاہیکو سنین گے باینہمہ کلام اللہ کا تبیاناً لکلّ شیءٍ کہنا ہی کیا ہوا الغرض بمعنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہوگیا بلکہ وہ رخنہ جو بصورۃ اختیار تاخر زمانی و انکار و منع خاتمیۃ مرتبی بر پڑتا نظر آتا تہا بند ہوگیا پہر تسپر خاتمیۃ زمانی بہی مدلول خاتم النبیین رہی البتہ دو شقو نمین سے ایک شق پر تو مدلول التزامی اور دوسری شق پر مثل انسان و فرس وغیرہ انواع حیوان یا مثل نجاستہ ظاہری و نجاستہ باطنی انواع جنس مدلول مطابقی

باایں ہمہ پھر آپ کیون مجھسے اولجھتے ہین یہ بات تو قابل شکر تھی نہ لائق شکایت اور اگر بالفرض
طریقۂ مختار احقر سے یہ مطلب ثابت نہوا تھا تو کوئی عقیدہ باطل بھی نہین ہوا تھا اگر کرنا تھا تو
آپ کو افسوس ناتمامی تقریب احقر کرنا تھا اور اگر بن پڑتا تو اتمام تقریب احقر ضرور تھا مین
ابتک یہ حیران ہون کہ مدعیان محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسلئے بر سر پرخاش ہین ــ٥
کیون خون کے پیاسے ہو تم ایمان ہماری ؛ اپنا تو کبھی قطرۂ آنسو نہ بہا تھا ؛ مولانا عرض احقر
اگر ناگوار ہوتی تو اون لوگون کو ناگوار ہوتی جنہون نے دلیل دعوی امکان نظیر مین اس
حدیث کو پیش کیا تھا اور غرض اونکی یہ تھی کہ منکر تو امکان ہی کو مٹاتے ہین یہان فعلیۃ موجود ہی
بطور احقر اونکی دلیل بیکار ہوگئی اونکا شیخ چلی کا سا گھر بنا بنایا ڈھ گیا برا مانتے تو وہ مانتے
لڑنے کو دوڑتے تو وہ دوڑتے آپ کے مکان کی کونسی اینٹ گر گئی تھی جو یہ دور نباہی
مولانا اس تقریر سے وجہ اختیار و اظہار و اخبار معنی مختار قاسم گنہگار آپ پر خوب روشن ہوجائیگی
اور انشاء اللہ آپ شکر ہی کرین گے شکایت نکرین گے اور اگر اتفاقاً لغزش لفظی ہوئی ہوگی
تو نظر نکرین گے اصل مطلب کی صحت پر نظر فرمائین گے کیونکہ مسامحات لفظیہ سواء خدا و رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کس کس سے نہین ہوئی اور کس کس سے نہونگی ہمہ دان نہین ہیچمدان ہون دانا نہین
نادان ہون ہان حضرت پیر دستگیر کی دستگیری اور حضرت اوستاد علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کی
بدولت کوئی ٹھکانے کی بات کبھی سمجھ مین آجاتی ہے پر کیا کیجئے گویم مشکل وگر نگویم مشکل ایسی اختلافات کے
زمانہ مین جسمین ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ ہاتھ سے جاتی ہے اور ایک طرف
خدا کی ہامجوبہ کاری کے سوا صحابہ کرام او محدثین عظام بلکہ خود حضرت خاتم عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب نظر آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی نہ کہئے تو دین مین رخنہ اہل دین کا نقصان اور اگر کہئے تو
آپ سے عنایت فرمایون سیدھی الٹی سنانے کو تیار ہین جس سے عوام اہل اسلام کی نزدیک باتکا

اعتبار کیا سو گیا اور ایک نزاع عظیم کھڑا ہو گیا جس سے کفار و اہل بدعۃ کو ہنسنے کا موقع ملا اور آپسمین بجای محبۃ ایمانی اور عداوۃ نفسانی او خلش شیطانی کہڑی ہو گئی جز بجز اسکے اور کیا کہیے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اسلئے اس دل آزردہ کو تحریر جواب نامہ خصوصًا جواب محذورات سامی سخت ناگوار نہایت گراں گزرتے ہین دنیا بامید قایم فہم و انصاف اصل طبیعۃ انسانی ہی شاید وقت تعصب و سخن پروری نہو او سخن حق مقبول ہو جائے یہ دعا مانگکر رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ بنام خدا جواب محذورات مندرجہ نامہ والا عرض کرتا ہون پر اول محذورات سامی کو بغرض ملاحظہ دیگر ناظرین لکھتا ہون ۔

محذور اول ۔ جو واقع مین ایک سوال ہے کوئی محذور نہین خاتم کے معنی موصوف بالذات جو کہ خاتم النبیین مین آپ کے نزدیک راجح ہین اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق انبیا کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ مین نہین اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب یہ معنی ٹہیرے تو سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین کہہ سکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہین اور جو شق اختیار کرین اوسکی معنی مرادی کی تصریح فرما دین تا کہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے اور ہم اصطلاح اہل علم کی خیال مین رہے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینہ تشبیہ واجب الوجود عام سمجھے اور اسلئے اصطلاح خاص پر مطلع فرمانا ضرور ہے ۔

جواب مولانا بندہ کمترین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم مقابل یکدیگر سمجھتا ہے پر امتناع بالغیر کو

مقابل امکان نہین سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر کو منجملہ ممکنات سمجھتا ہے اور کیونکر نہ سمجھے اول تو لفظ بالغیر سے
اس جانب مشیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور مقتضاء ذات نہین اس صورة مین بالضرور
یہی کہنا پڑیگا کہ ایسی ممتنعات مین امکان ذاتی ہوتا ہے کیونکہ اگر امکان بہی نہو تو پہر ضرورة
ہو اور ظاہر ہے کہ ماہیات ضروری الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہین ہوسکتا دوسرے
ممتنعات بالغیر ممکنات ذاتی نہونگی تو منجملہ ضروریات ذاتی یا ممتنعات ذاتی ہونگی بہر حال
ممتنع بالغیر کہنا کسی طرح درست نہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ یہ کمترین
امتنیان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بجمیع الوجوہ مساوی فی المرا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ہو ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہان
وہی امکان مراد لیتا ہے جو منطقہ خاصہ مین مراد ہوا کرتا ہے الحاصل جو ماہیة ایسی ہو کہ اوسمین
او روجود مین نسبة امکان خاص ہو اوسکو ممکن بامکان خاص سمجھتا ہون اور جو ماہیة ایسی
نہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو اوسمین اور وجود مین نسبة ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبة سلبیہ
ضروریہ یعنی ضرورة اوصاف سلب مین سے نہو بلکہ مسلوب ہو پہلی قسم کو اقسام واجب مین سے
سمجھتا ہون دوسری قسم کو اقسام ممتنع مین سے باقی انحصار نسب ان تین قسمون مین ایسا نہین جو
کوئی اہل علم متامل ہو رہے موجہات باقیہ جن سے بظاہر انحصار مذکور غلط معلوم ہوتا ہے بغور
دیکہئے تو انہین اقسام ثلثہ کی طرف راجع ہین اسلئے اس باب مین گفت شنود تطویل لاطائل
سمجہکر اور بات عرض کرنی مناسب جانتا ہون اگرچہ یہ بہی خوف ہے کہ جتنی کلام بڑہتی ہے
اوتنا ہی اندیشۂ انگشت نہادن اور خوف مخاصمت بڑہتا ہے وہ بات یہ ہی کہ ضرورة ایجابی کے
تین قسمین ہین ایک تو حمل اولی تام یعنی محمول بعینہ موضوع ہو جیسے فرض کرو زید زید کہئے دوسرے
حمل اولی ناقص جیسے الانسان حیوان کہتے ہین حیوان انسان مین مندرج ہے اور انسان

حیوان کو متضمن اسلئے بالمعنی الانسان حیوان کے ساتہ الحیوان حیوان بہی کہا جاتا ہے
تیسرا حمل مستلزم حمل اولی جیسے حمل لوازم ذات بالمعنی الاخص مین ہوتا ہے اسلئے کہ اس
حمل مین اگر امکان خاص کو رسائی ہو تو سلب لوازم ممکن ہوا اور انفکاک لوازم ذات درست ہو
بالجملہ یہان بہی وہی حمل اولی ہے اور وجہ اسکی وہی ہے کہ لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی
عن الذات ہوتی ہین اور صادر من الذات اور ظاہر ہے کہ مصدر مین کنہ صادر کا ہونا ضرور ہے
ہان بعد درجۂ اشتقاق وہ قید نقصان و تنزل جو لوازم ذات مذکورہ مین بہ نسبۂ ذات ملزوم
ہوتی ہے البتہ لوازم ہی کے ساتہ مخصوص ہوتی ہے ملزوم مین نہین ہوتی اور اس وجہ سے
وہ اسماء جو درجۂ ناقصہ کے لئے بشرط نقصان موضوع ہوتی ہین درجہ مندمج فی الذات پر نہین
بول سکتے مثلاً دہوپ بہی ایک فرد نور ہے مگر علی الاطلاق نور کو نہین کہتے بلکہ اوس نور کو
کہتے ہین جسمین نقصان معلوم بہی ملحوظ ہوتا ہے یعنی وہ مرتبہ نقصان جو بوجہ قرب زمین و
اختلاط شائبہ ظلمتہ زمین لاحق ہوگیا ہے دہوپ کے مسمی مین ملحوظ ہے مگر وجہ لزوم وہ اتحاد معلوم ہے
جو بعد طرح نقصان لاحق مشہود ہوتا ہے اور درحقیقت اصل مسمی وہی ہے اگرچہ نقصان لاحق
بہی ملحوظ ہو اس صورۃ مین وقت سلب اصل اوس مسمی پر سلب علی نحو گا کیونکہ سلب نسبتہ ایجابیہ کا
ہوتا ہے اور ایجاب اوسی مرتبہ اتحاد کے ساتہ متصور ہے مرتبہ نقصان مین خود ثمرہ سلب ملحوظ ہے
اوسکا سلب متصور نہین اور اگر متصور ہے تو مرتبہ عنوان ہی مین متصور ہے مرتبہ معنون مین متصور نہین ہے
اور اگر معنون ہی کہئے تو معنون خارجی اور واقعی نہین ہوتا الغرض سلب لازم ذات مذکورہ
سلب ملزوم کو مشتمل ہے اور ایجاب لازم ایجاب ملزوم کو مشتمل اس صورۃ مین پہر وہی زید
زیداً اور زید لیس بزید کا قصہ ہو جائیگا اور اس تقریر سے یہ معلوم ہوگیا کہ حمل لازمی بالمعنی الاعم
بہی اسی حمل کے ساتہ ملحق ہے الغرض یہ تین حمل تو مورد ضرورۃ ایجابیہ اور ان تینون کا

سلب مورد ضرورة سلبیہ اول مادہ وجوب دوسرا مادۂ امتناع مگر مورد ضرورة سلبیہ ہونے کے
یہ معنی ہین کہ وہ سلب ضروری السلب ہی سوا ان تین اور ان تین کے اور سب مواد امکانی
ہین مگر ہان کہین باوجود مورد امکان ہونے کے ان چھ حملوں مین سے کوئی نہ کوئی حمل لاحق
ہوجاتا ہے سو اگر وہ حمل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورة اور وجوب بالغیر عارض ہوجاتا ہے
اور اگر حمل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالغیر اور وجہ اس انحصار کی کہ تین حمل ایجابی مورد ضرورة
اور مادہ وجوب ہے اور تین حمل سلبی مادۂ امتناع اور سوا ان کے اور سب مواد امکان خود
اسی تقریر سے تھوڑی سے تامل کے بعد روشن ہوجاتی ہے کیونکہ جب محمول نہ عین موضوع ہوا
نہ جزء موضوع نہ لازم ذات موضوع بالمعنی الاخص تو نہ اقتضاء حمل ایجابی ہوگا نہ انکار حمل سلبی
ہوگا جب وہ نہوگا جب وہ نہ منع الجمع ہوگا نہ منع الخلو یہ باتین اگر ہوتی ہین تو بالذات تو موارد
مذکورہ مین اور بالعرض ان موارد امکانی مین جہان حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی
مشار الیہ عارض ہوجاوے بغرض توضیح ایک دو موقع مواقع مشتبہ مین سے ذکر کرکے بتلائی
جاتا ہون کہ یہ کس قسم مین سے ہین اور یہ کس قسم مین سے ہے حجر و شجر مین منع الجمع ذاتی ہی اسلئے کہ
بعد غور دیکھئے تو الحجر شجر مین سلب حمل اولی ناقص ہوتا ہے اسلئے کہ نفی شجریت اسم حجر مین ماخوذ
وملحوظ ہے اور یہ نہو تو پھر تمیز ہرگز متصور نہین اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
ہونا مورد امتناع بالغیر اسلئے کہ وہان کوئی نفی پہلے ماخوذ نہین جو یہ خرابی لازم آئی ہان سوا اسکے
ایک اور صفت مسلمہ کی نفی لازم آتی ہے جس سے وہی سلب الشی عن نفسہ لازم آتا ہے سنئے
حجر و شجر مین باہم حمل جو ممتنع ہے تو اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اسم حجر اپنی مسمی کے لئے ممیز عن الغیر
اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاجمال اوروں کی نفی ملحوظ ہو اسمین شجر ہو یا کوئی اور سو بعد لحاظ
نفی شجریت اگر ایجاب شجریت ہو تو الشجر لیس بشجر کا اقرار لازم آئیگا علی ہذا القیاس حیوان اور لا انسان میں

جو باہم منع خلو ہے تو اسکی وجہ بہی یہی ہے کہ لاانسان ما ورا انسان سب کو شامل ہے اور
حیوان انسان اور نیز اور انواع کو شامل ہے اس صورۃ مین اگر خلو تجویز کیا جاوے تو یہ معنی
ہون کہ نہ حیوان ہے اور نہ لاانسان ہے مگر جب یون کہا کہ لاانسان نہین تو یہ معنی ہوے کہ
انسان ہے اور انسان کہنا خود مستلزم اقرار حیوانیۃ ہے سو وہی قصہ پہر ہو گیا الحیوان لیس
بحیوان اب قصہ وجود نبی بعد نبی آخر الزمان سنئے اگر خداوند کریم یون کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی
نہوگا تو اب اگر کوئی نبی مساوی یا افضل یا کمتر پیدا ہو تو کذب خداوندی لازم آوے اور
خداوند کریم کی نسبت چونکہ صادق القول ہونے کا اقرار ہے تو در صورۃ تولد نبی دیگر بعد نبی
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہے اور یہ وہی
الصادق لیس بصادق کہنا لازم آئیگا بالجملہ یہان موضوع یا محمول جانب ایک دوسری کی نفی
اور اوسکا سلب ماخوذ اور ملحوظ نہین کیونکہ حضرت عمر کو اگر مثلاً نبی ہوجاتے تو نبی کہنا درست
ہوتا اور عمر نبی مین وہ خرابی لازم نہ آتی جو الحجر شجر مین لازم آئی تہی اور حضرت عمر کو جانے دیجئے
اور کوئی شخص پیدا ہوتا اور وصف نبوۃ اوسکو عطا ہوتا تو یہ خرابی ہرگز نہ تہی جو الحجر شجر مین ہی
مان ایک اور حمل مباین ہذا ہی کی جو نفی حد ذاتہ ضروری ہے غلط ہو جاتا وہ کیا ہے اللہ صادق
یا علیم بالوقائع الآتیۃ سو حمل نبوۃ علی احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ممتنع ہوا ہے تو بوجہ لزوم
صدق الصادق لیس بصادق یا العلیم لیس بعلیم کے ممتنع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امتناع حمل
ہذا ہی مین مکتسب من الغیر ہے اور وہ غیر اعنی الصادق لیس بصادق ممتنع بالذات اس تقریر کو
لکہہ تو دیا ہے پر این وجہ کہ یہ ایک تقریر نئی ہے ابناء روزگار سے اندیشہ رد و قدح جس قدر ہے اوسکی
میراجی ہی جانتا ہے پر فقط بامید انصاف و کار فرمائے ذہن صاف و شفاف آپکی خدمت مین
عرض کرتا ہے مناسب سمجہکر گر قبول افتد زہی عز و شرف ۔ باقی رہا یہ ارشاد کہ موصوف بالذات

اور واسطہ فی العروض کے اطلاق مین مین نے معنی لغوی مراد لئے معنی اصطلاحی مراد نہین لئے
اول تو یہ ارشاد میرے نزدیک مسلم نہین یہ بہی احتمال ہے کہ آپ نے معنی اصطلاحی کے
سمجہنے مین خطا کہائی ہو بلکہ مین تو یون دیکہتا ہون کہ متاخرین معقولی بہی تعیین مراد متقدمین مین
خطا کرتے ہین فہم مراد حصول الاشیاء بانفسہا بلکہ حصول الاشیاء باشباحہا مین بہی قصہ
نظر آتا ہے مگر چونکہ آپ نے معانی اصطلاحیہ کا کچہ ذکر نفرمایا تو مین کچہ کہہ نہین سکتا شاید
ایسا ہی ہو آخر یہ تو مسلم کہ میرا حال باوجود ہیچمدانی کے بہ نسبت کتب کے ایسا ہے جیسے
خالی ہاتہہ سپاہی کو بہ نسبت ہتیارون کے یعنی جیسے اوسکے لئے ہتیار ضروری اور سامان کارگذاری
ہین ایسے ہی علما کو اور طلبہ کے لئے کتب ضروری سو جیسے وہان ہتیارون کے نہونے سے خرابی
پیش آتی ہے ویسے ہی یہان بہی مگر جیسے جانورون کے ہتیار اُن کے نوک پنجے ہوتے ہین
ایسے ہی اس حیوان لایعقل کی کتاب بہی اپنا خیال اور قلم اور زبان ہے بہر حال ممکن ہو کہ
اطلاق الفاظ معلومہ مین موافق قانون اصطلاح مین نے غلطی کہائی ہو اس بات کو مین
اپنی نسبت بہت قریب الوقوع سمجہتا ہون لیکن اہل انصاف وفہم کو مطالب کی صحۃ وسقم پر
نظر ہوتی ہے الفاظ کی صحۃ وسقم پر نظر نہین ہوتی قصہ صاحب ناقہ گم گشتہ جنے بعد آجانے
ناقہ سواری کے جو ہی ناقہ بار برداری بہی تہے شکرانہ الہی مین یہ کلمہ کہا تہا اللہم انت عبدی
وانا ربک دکہلاتا آپکو یاد ہی ہو گا خدا کے یہان ایسی بڑی غلطی بوجہ صحۃ مطلب قابل عفو ہو
تو آپ اتنی غلطی پر کیا نظر فرماتے ہین کہ بجاے معنی اصطلاحی معنی لغوی کیون مراد لئے
ہان یہ فرماتے کہ اصل مطلب تو صحیح رہا اگر اصل مطلب صحیح ہے تو پہر آپکو کیا انکار رہے
اور یہ ارشاد کہ آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکہی ہم بقرینہ تشبیہ واجب الوجود
عام سمجہے اس ہیچمدان کو موجب حیرت ہو مولانا ایسی تشبیہات مین یہ دہوکے ہین تو اب آیۃ

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے یون ہی سمجھے ہون گے کہ
کسی طاق مین ایک فانوس ہے اوسمین نعوذ باللہ خداوند عالم رونق افروز ہین علی ہذا القیاس
آیۃ ضَرَبَ لَکُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ہَلْ لَّکُمْ مِّمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سے یہی سمجھتے ہون گے کہ
خدا اور بندون مین اتنا ہی فرق ہے جتنا آقا اور غلام مین ہوتا ہے مولانا آپ انصاف تو
فرمائین مسلمانون مین کوئی ایسا بھی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ
وعن صفاتہ سمجھے اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہوگا بھی تو وہ نہین لوگون مین ہوگا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو امتناع نظیر مین نظیر خداوندی سمجھتے ہین آخر یہ قول بھی تو اوسی کی جانب
راجع ہے آپ کو جیسے اس مثال سے یہ دہوکا ہوا تہا ایسی ہی مثال آفتاب کو دیکھکر جو
پاس ہی لگی ہوئی ہے اس شبہ کو مٹا لینا تہا اور یہ بھی نہ سہی یہ عرض کہ ممکنات کا وجود
اور کمالات وجود سب عرضی ہین اس اشتباہ کو مٹا لینے کے لئے کافی تہی کیونکہ ہم تو آپ کو
چھوڑ آپ کی نظیر کو بھی ممکن ہی سمجھتے ہین واجب اور ممتنع نہین سمجھتے والعاقل تکفیہ الاشارہ
ہمارا تو یہ عقیدہ ہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
بعد اس عرض معروض کے گذارش یہ ہے کہ آپ نے فقط اتنا ہی سوال کیا ہی کہ نظیر نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کیا سمجہتا ہے ممکن یا ممتنع بالذات یا ممتنع بالغیر دلیل نہ آپنے پوچھی
نہ مین نے بیان کی البتہ تمیز امتناع وامکان کو مرتبہ بداہت تک پہونچا دیا ہے چنانچہ تحقیق
امتناع وامکان وضرورۃ کو اور نیز بعضے جوابات سابقہ کو اگر بغور آپ ملاحظہ فرمائینگے تو انشاء اللہ
دربارۂ امکان ذاتی نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو شبہ نہ رہیگا وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ
یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اَللّٰہُمَّ اہْدِنَا فِیْمَنْ ہَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ

محذور ثانی خاتمیت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم تو آیۃ خاتم النبیین سے

بعبارۃ النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۃ وَاِذْ اَخَذْنَا
مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ اور حدیث عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سے آپ کے نزدیک دلالۃ
یا اشارۃً سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم بمعنی
منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین کے جو مدلول اولین وآخرین کا ہی ہین جیسے کہ خاتم بمعنی
منبع آخر الانبیاء کے بہی ہین جو مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجوح ہے
اور آپ کا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل نہین کہہ سکتے
پس صاف ظاہر ہے کہ مماثلۃ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس ہے مخالف مدلول آیۃ وخاتم النبیین ہے
پس سواء مبتدع کس مسلمان کو جراءت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا کہے
اور آپ انبیاء تحتانی مین جو خاتمیۃ اضافی ثابت کرتے ہین اول تو ثابت ہی نہین ہوسکتی
اسلئے کہ مثلہن کا صحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی العمارۃ وفی نزول الامر
بینہن ہونا کافی ہے حاجۃ اثبات انبیاء کی بہی نہین چہ جای کہ خاتم ہون اس واسطے کہ اگر
آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہون تو زمینون مین بہی ثابت ہوتے ہین جبکہ نہین پس نہین ثانیاً
اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بہی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ نظیر اور مماثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ مراد لیتے ہین اُن کے مقابلہ مین یہ صرف نام کی خاتمیۃ
اور زمینون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ مدعیان امکان مماثل بل تحقق نظیر بہی
نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے چہ خاتم نظیر اور مماثل ثابت کردئے بحکم آنکہ الغریق
یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھین گے کہ نظیر ہونا تو کیا خاتم اضافی ہونا بہی ابہی ثابت
نہین ہوا مگر غنیمۃ ہے سرا وبہانے کو تو جگہہ ملی آنسو تو پونچھ گئے اگرچہ خوبی تو اسمین بہی کہ مثلہن بہی
کلام الٰہی تہا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلۃ مطلقہ ثابت ہوجاتی مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب

تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین۔
جواب۔ یہ اعتراض فقط اعتراض ہی نہین عتاب بہی بہت کچہ ہے مولانا اس تقریر طویل مین اعتراض تو فقط اتنا ہے کہ اثر معلوم مماثلۃ مطلقہ کا خواستگار ہے اور اسکا قائل بجز مبتدع اور کوئی نہین ہوسکتا مسلمان کو یہ جرأت نہین ہوسکتی مگر تماشہ ہی تعریض ابتداع تو اس نابکار پر ہو اور وجہ ابتداع کو آپ ہی اس نابکار سے سلب کرتے ہین ای حضرت اس صورۃ مین اس تعریض کا کیا محل تہا اگر فرمانا تہا تو یون فرمانا تہا کہ مقصود قاسم ہیچمدان اور یہ اثر باہم متخالف ہین مولانا غصہ سے کام نہین چلتا ذرا انصاف کے وقت خدا کو حاضر وناظر جان کر میری اوس تقریر کو جو دربارہ تحقیق تشبیہ جواب محذور خامس منجملہ محذورات عشرہ مین لکہہ چکا ہون ملاحظہ فرمائین انشاء اللہ یہ خلجان دل سے نکل جائیگا اور اگر تسپر بہی وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جاے تو آپ تصحیح تشبیہ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کے لئے تیار ہو ہین مولانا براے خدا انصاف کو کام فرمائے اور یون ہی بے تحقیق اعتراض نہ جڑئے اصل اعتراض کا جواب تو لکہہ چکا مگر دوسرا اعتراض جو بطور رد مجہی اسی محذور مین ہے یہ ہے کہ اگر خاتمیۃ اضافی ثابت بہی ہو جاے امکان نظیر متنازع فیہ پہر بہی ثابت نہین ہوسکتا سوا سکے جواب کے کچہ حاجت نہین وجہ اسکی یہ ہی کہ مین نے یہ رسالہ اثبات امکان نظیر کے لئے نہین لکہا جو آپ یہ قدح فرمائین مولانا وجہ اس تحریر کی آپ یہ کیون نہین سمجہتے کہ اگر معنی مراد احقر مراد نہ لئے جائین تو پہر نہ ثبوت افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ سے ہوتا نظر آتا ہے اور نہ اثر عبد اللہ بن عباس کی تغلیط کر سکتے ہین اور جو یہ بات ہے تو مدعیان تشتش اهدا ای کا جو بجمیع الوجوہ مساوات کلی کا دعوی کرتے ہین مونہہ کوئی نہین بند کر سکتا یا یون کہئے کہ محدثان کنیۂ اور حضرت عبد اللہ بن عباس بلکہ خود خیر الناس کی تکذیب کا کہٹکا ہی بلکہ تکفیر کا در پردہ اشارہ ہوگا باقی آپ کے عتاب کا جواب کیا لکہون کسی کا

یہ شعر پڑہے دیتا ہون ؎ آہ تسلیم پہ یون آپ نے گردن مارا ٭ حال کیا کرتے اگر کوہی خطا ہو جاتی ٭ مولانا اگر نظیر ممتنع آپ کے نزدیک فقط وہی ہے جو آخریۃ زمانی مین بہی شریک ہو تو ہمین بہی اسکے کہنے کی گنجایش ہے کہ یہ متنازع فیہ نہین اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ باستثناء آخریۃ زمانی جو واقعی کوئی کمال منجملہ متممات ذات یا منجملہ صفات وکمالات نہین اور سب طرحکی مساوی کو آپ ممکن جانتے ہین سو بحمد اللہ آپ ہمارے ہی ہمصفیر نکلے کیونکہ ہمارا ہی یہی مطلب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربارۂ کمالات اگرچہ بمقابلۂ کائنات لاثانی ہین اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہوا ہے نہو مگر خدائے قدیر کو ایسی صاحب کمال کا ثانی بنا دینا کچہ دشوار نہین بلکہ اوسکی قدرت لاانتہا کے سامنے ایسی ایسی افراد غیر متناہی کا بنا دینا ایساہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کرنا ولا عجب ان لعوب مولانا مدعیان امتناع کی سلئے آپ کی اس شد و مد سے بحیثیۃ تاخر زمانی نظیر خاتم زمانی کو ممتنع ذاتی لکہنا اور معتقدون کے حق مین بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش دربارہ امتناع ایک دستاویز رجسٹری شدہ ہو گی جامہ مین پہولے نہ سمائین گے گلی کوچہ مین کہتے پہرینگے ہمارے مولانا نے امتناع نظیر ثابت کر دیا اگرچہ دل مین تو سمجہین گے کہ ثابت ہونا کجا عدم وقوع بہی اہی ثابت نہین آخر اثر عبد اللہ بن عباس موجود ہے جملہ خاتم النبیین موافق تقریر گذشتہ نہ بمعنی خاتم المراتب معارض ہے نہ بمعنی آخر النبیین معارض پہر تسیر مولانا عبد العزیز کی نزدیک تشبیہ مساوات کلی پر دال مگر غنیمت ہی سر اوٹہانے کو جگہہ ملی آنسو تو پوچہ گئے اگرچہ خیر لی تو اسمین تہی کہ خاتم النبیین کلام الہی ہے بمعنی خاتم المراتب لیتے جو اپنے اطلاق پر رہتا اور ظاہر دربارۂ کمالات مساوات ممتنع نظر آتی اگرچہ امتناع کجا اور حسب ارشاد مولوی عبد العزیز صاحب بوجہ دلالت تشبیہ نبی کنبیکم مساوات مطلقہ پر اثر ابن عباس بہی بظاہر باطل ہو جاتا اگرچہ

بطلان کجا مگر شاید مولوی صاحب بوجہ لزوم انکار قدرۃ الہی تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین
مولانا آپ کے کلام سے کچھ ایسا مترشح ہے کہ آپ نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو در بارۂ کمالات
ممکن سمجھتے ہین خیر اسکا جواب تو یہ ہے کہ شکر ہے ہان تو جزاک اللہ کار انصاف یہی ہے
ہان نظیر مین اگر خاتمیت زمانی ہی ملحوظ ہو تو پہر آپ اوسکو ممتنع بالذات سمجھتے ہین سو اگرچہ ہمکو بھی
اس سے کچھ مطلب نہین لیکن اگر برا نہ مانئے تو یہ گذارش ہے کہ تناظر کے لئے تعدد تو ضروری ہے
بجمیع الوجوہ وحدۃ کو اس سے علاقہ نہین اگر بجمیع الوجوہ واحد مطلوب ہی تو اوسکو نظیر کیون کہتے ہو
اسکا ماحصل تو یہ ہوگا کہ جزئی متعدد نہین ہوسکتی سو اسمین کسیکو کلام نہین اگرچہ باین خیال کہ
اہل تحقیق کے نزدیک جزئی مین بہی تکثر انطباعی ممکن ہے تکثر انقسامی نہ سہی اور یہی وجہ ہی کہ
جزئی واحد اذہان کثیرہ مین بذات خود حاصل ہوسکتی ہے اور اسی بناء پر باوجود تجدد امثال
وحدۃ جزئیہ نہین جاتے ہان یون کہئے کہ اس تکثر کے مقابلہ مین ہی جو وحدۃ ہو وہ ہی مطلوب ہے
مگر ہان یہ گذارش ہے کہ جب بحث تناظر ہے اور تعدد لازم تناظر کی اجازۃ ہے تو اس قسم کا
نظیر تو خاتمیۃ زمانی مین ہی ممکن ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ خاتمیۃ زمانی ہو یا مرتبی بہرحال ایک
اضافۃ بین الخاتم والمختوم ہے اور اضافۃ کی تحقق کے لئے جو کچہ تحقق متضائفین اور منتسبین
ضروری ہی تو بالضرور تناظر نسبۃ بین تناظر منتسبین ہی ضرور ہوگا ورنہ تناظر نہوگا وحدۃ ہوگی اسلئے کہ
بین المنتسبین نسبۃ واحد ہوا کرتی ہے دو نہین ہوتی ایک قضیہ مین ایک ہی نسبۃ کی گنجایش ہے
سو اگر قضیہ واحد مین نسبۃ متعددہ مطلوب ہین تو یہ طلب تو ایسی ہے کہ کسی جزئی کو متعدد کرنا
چاہین اور ظاہر ہے کہ اس صورۃ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتہ یہ کمال
مخصوص نرہیگا اور نہ کچہ اسمین تعظیم نکلیگی اور نہ اسمین شور امتناع کی کچہ حاجت اسکا منکر ہی
کون تہا یہ بات تو عام علماء مین مسلم تمام عوام کے نزدیک محقق اگرچہ کثرت جسمیہ تجدد امثال

دلالت کرتا ہے تمام جزئیات مین موجود اور اس وجہ سے امکان امثال جملہ ممکنات خواہ
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا کوئی اور ثابت اور اگر نظیر بمعنی اصلی مطلوب ہے تو
سنئے بعد لحاظ خاتمیۃ زمانی بہی نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے اور اگر اب بہی ممتنع ہی تو یون
کہو خدا تعالی ایسا عالم اور نہین بنا سکتا تو ہمارا تو ایسی خدا کو سلام ہی آپ کا خدا ایسا عاجز
خدا ہوگا باقی رہا وعدہ سو اوسکا حال آپکو معلوم ہی ہو چکا کہ اوسکی وجہ سے امتناع نظیر
عالم ہو یا امتناع نظیر نبوی خاص صلی اللہ علیہ وسلم امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا ہے امتناع
بالذات ثابت نہین ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بیان فرمائے اور اگر بوجہ گذر جانے زمانہ کے
یہ خیال ہے کہ اب نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہو سکتا تو یہ امتناع بہی امتناع بالغیر ہے
بالذات نہین آخر وقت گذشتہ تو یہ امتناع نہ تہا ابہی یہ بات قدرت سے خارج ہو گئی اور اگر ای
قید سابقہ مطالبہ عود امتناع ذاتی ہے تو اسکا کیا جواب ہے کہ زمانہ بہی منجملہ ممکنات ہی اور مثل دیگر
ممکنات حادث اوسمین بہی اوسی تجدد امثال کی گنجائش ہے اور یہ پہلی معروض ہی ہو چکا کہ
تناظر مین وحدۃ نہین ہوتی تعدد ہوتا ہی اور اگر بعد ازین پہر وہی قید ہے تو ہماری طرف سے بہی
وہی جواب ہے اگر یہ ہے تو تناظر نہ رہیگا وحدۃ ہو جائیگی اور یہ بہی نہسہی زمانہ حادث بہی ہوگا تو
اوسکا مثل اگر دوسرا زمانہ ہو تو وہ مصحح تناظر ہوگا ہان امتناع نظیر زمانہ ثابت کیجئے تو البتہ
کچہ بولنے کی گنجائش ملے یا قدم وجوب زمانہ ثابت ہو تو بات ٹہکانے لگی مولانا اس کلام کو غور سے
دیکہیئے تو سرسری بات نسمجہیئے گا اضافات مین الظرف والمظروف کا بہی وہی حال ہی جو اور اضافات کا اب دوسنئے مولانا آپ
فرماتے ہین بر تقدیر تسلیم الخ یہ کلمہ تضعیف استدلال احقر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی مگر آپنے وجہ تضعیف کچہ ارشاد نفرمائی اگر اعتراض
اور تضعیف کو جی چاہتا تہا تو اول وجہ تضعیف بیان فرمائی تہی پہر بر تقدیر تسلیم کہنا تہا مگر شاید آپ کے
جی مین یہ ہو کہ اضافۃ علم الاولین والآخرین اضافۃ مصدر الی المفعول ہی الی الفاعل نہین

مگر احقر نے جو رسالہ تحذیر مین شروع تقریر متعلق علمت علم الاولین الخ یہ قید لگائی تھی کہ یہ ارشاد بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے اسی غرض سے لگائی تھی کہ مدعیان علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث مین بوجہ قصور نظر یا قلت توجہ یا شدت تعصب با دعاء اضافۃ مصدر الی المفعول تحریف معنوی کرتے ہین مگر چونکہ اس وقت تخصیص ذوی العقول بیفائدہ ہو جاتی ہے اور نصوص اسکے مخالف تو بالضرور اضافۃ مصدر الی الفاعل محقق ہو گی اور انواع علوم مراد ہو نگی چنانچہ فحوائی تقریر تحذیر اس جانب مشیر ہے با اینہمہ صفحہ سویم سطر پنجم مین ان تقریرونکو بعد ادعاے خاتمیۃ مرتبی یون شروع کیا ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ آیۃ اذ اخذنا الخ الغرض ان تقریرون کو بطور شاہد ذکر کیا ہے دلیل انحصار معنی مختار نہین سمجھا سو بر تقدیر تسلیم تضعیف حضرت اپنا کچہ نقصان نہین وجہ ثبوت معنی مختار فقط دلالت سیاق وشہادۃ استدراک وظہور افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاس نبیا ناً لکل شئ ہونا قرآن شریف کا اور سد باب ادعاء مساوات کسی کے حق مین کافی ہے باقی درباره ثبوت خاتمیۃ اضافی آپ جو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اول تو ثابت نہین اسلئے کہ مثلہن کے صیغہ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی نزول الامر کافی ہے الخ حضرت یہ تو محض تحکم بیجا ہے کہ اطلاق مماثلۃ مثلہن ان تین چار باتون سے ثابت ہو جاوے انصاف یہ ہے کہ جیسا بندہ کمترین نے رسالہ تحذیر الناس مین عرض کیا ہے باستثناء مماثلۃ ماہیۃ ولوازم ومناسبات ماہیۃ وتشخصات ممیزہ اور سب باتون مین مماثل ہون تین چار کی قید کا کیا کام ہے یہ تقیید ہو گی تو اطلاق کیون رہیگا ورنہ ہم تو نہین لکھتے ہر کہنے والون کو کسنے روکا ہے خاتمیۃ زمانی کو ہی اس زمین کے ساتھ مقید کرلین گے اور تخصیص کی یہان وجہ یہی ہے کہ اگر آپ اخیر نہوتے تو نسخ افضل بالادون لازم آتا یا اتباع افضل للادون اور یہ مفصل لکھہ چکا ہون پر آپ کو وجہ تخصیص

بالمماثلۃ الاربعہ کیا پیش آئی ہان یون کہئے کہ ایسا ثبوت نہین جو قابل وجوب و فرضیۂ و اعتقاد
ہو سو یہ بات ہی پہلے ہی تحذیر الناس مین لکھہ چکا ہون کہ تکلیف عقیدہ نہین و لیکن اعتبار
نہو تو صفحہ ۳۰ کو دیکھہ لیجے آسکے بعد یہ ارشاد ہے جب کہ نہین بس نہین مولانا اول نہین کے
کوئی دلیل بیان نفرمائے دعوی بے دلیل کو کیونکر تسلیم کیجئے مولانا اگر لفظ نبی سے
بحث ہے تو اس باب مین تو آپ اس سے زیادہ نہین کہہ سکتے کہ ہونے کا ثبوت نہین عدم ثبوت کا
دعوی تو جب زیبا تہا کہ کوئی آیۃ یا حدیث ہوتی یا خود آسمانون کے سیر کرکے افلاک کا جغرافیہ
بنایا ہوتا اور اگر معنون سے غرض ہے تو فرمائیے تو سہی یہ نفی کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیا رسل ملائکہ
آپ کو ایمان نہین کتب عقائد دیکھئے ایسی غلطی نہ کہائیے اس صورۃ مین بجز اسکے اور کیا انجام
نزاع ہوگا کہ اطلاق نبی افراد رسل پر عرف مین نہین کرتے مولانا یہ سب باتین تو تحذیر مین موجود
تہین اُن کے ابطال سے فارغ ہو کر اعتراض فرمانا تہا قبل ابطال معروضات تحذیر یہ اعتراضات
قابل سماعت نہین با اینہمہ وجہ تخصیص عرف عرض کرتا ہون انصاف فرمائیگا لفظ انبا، اور تنبیہ
اور تنبئی ایک نوع کی غفلت اور ذہول کی طرف مشیر ہے اور غفلۃ اور ذہول بعد حصول علم
متصور ہے سو یہ بات اونہین سے ہو سکتی ہے جن سے بشہادۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ
آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی الخ
عہد و میثاق لیا گیا ملائکہ سے متصور نہین نہ اونسے کوئی عہد لیا اور اگر لیا ہو تو اونکو ذہول
اور غفلۃ عارض حال نہین ہوئی اسلئے لفظ نبی بشرط ذوق سلیم انبا، سے مشتق ہی ملائکہ مین
استعمال کرنا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستبعد ہے ہان لفظ رسالۃ کے
اطلاق کے لئے نہ تقدم غفلت و ذہول کی مرسل الیہ کیجانب ضرورۃ ہے نہ تقدم علم کی حاجت اسلئے
اطلاق رسول خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی منقول ہے اور عرف عام مین بہی

شائع اور کتب عقائد مین بہی مسطور باقی یہ کہنا کہ یہ رسالۃ بمعنی ارسال الی البشر ہی خواہ الی الانبیاء ہو
خواہ الی العوام جیسے منکر ونکیر کی نسبت ارسال الی الملائکہ نہین تو یہ بات بظاہر بجا ہی مگر وصول
احکام خداوندی ملائکہ رتبہ سافلہ تک بوسیلۂ ملائکہ عظیم الشان ایسا نہین جو کوئی انکار کر سکے
ہان یہ بات مسلم کہ وہان کفر متصور نہین سو اس باب مین مماثلۃ وعدم مماثلۃ کے بیان سے
رسالہ تحذیر مین فارغ ہو چکا ہون اب اور سنئے اگر بالفرض بقیاس افلاک اراضی مین انبیا
ثابت نہین ہو سکتے تو نہ سہی بقیاس زمین کل مین یا بعض مین رسل کا ثبوت لازم ہوگا اس لئے کہ
مماثلۃ تو طرفین ہی سے ہے اس صورۃ مین اور بہی کچہ نہین تو آپ کے وہ نہین تو باطل ہو جائیگی
جو آپ نے اس طرح فرمائی ہے جبکہ نہین پس نہین باقی رہا دربارۂ خاتمیۃ اضافی آپکا یہ ارشاد کہ
اگر ثابت بہی ہو جس سے تضعیف ثبوت مترشح ہے اگر یہ معنی ہے کہ ثبوت مثل ثبوت اعتقادیات
نہین تو مسلم مگر اسکو اس بحث سے کیا علاقہ دوسرے مین کب اسکا قائل ہون بلکہ خود اسکا
منکر ہون چنانچہ اوپر عرض کر چکا اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجہ مین نہین آتا کہ بعد تسلیم
خاتمیۃ مرتبی جسکا تسلیم کرنا بوجوہ معروضۂ اوراق سابقہ ضرور ہے اور بعد تصدیق اثر ابن عباس
جسکا اقرار بوجہ تصحیح محدثین لازم ہے کیونکر یہ بات ثابت نہین ہو سکتی درصورت خاتمیۃ زمانی البتہ
یہ مماثلۃ کلی نظر آتی ہے اور اضافی خاتمیۃ کی طرف رجوع دعوی بے دلیل ہو جاتا پر خاتمیۃ
مرتبی لیجے تو پہر یہ مماثلۃ مشار الیہ بہ نبی کنبیکم بالضرور خاتمیۃ اضافی ہی کی طرف مشیر ہوگی
ہان جرح روایۃ مد نظر ہے تو اسکا جواب ہمارے پاس عقلی تو کوئی نہین اگر ہے تو یہی تصحیح محدثین
مذکور ہے سو جنکا ہمنے ذکر کیا وہ ایسی ہین کہ قسطلانی اور سیوطی اون کے مقابل نہین ہو سکتے
اور اگر ہون بہی تو ہمارا کیا نقصان ہم درپئے تصحیح اثر نہین غرض اصلی رفع تعارض اور رد قول
قائلان تعارض تہا سو وہ بحمد اللہ ایسی طرح ہو گیا کہ آپ کو یا کسی کو انشاء اللہ مجال دم زدن باقی نہین

تصحیح وہ اسطرح اداکی گئی تھی سو بالفرض والتقدیر اگر اثر مذکور غلط ہو تو معنی مذکور غلط نہین
ہوسکتے یعنی خاتم النبیین کے اُن معنون مین اس وجہ سے کچھ خرابی نہین آسکتی واللہ اعلم و علمہ اتم
محذور سوم خاتم بمعنی آخرالانبیاء مطلقاً مجمع علیہ علماء امتہ ہے اور آپ کی نزدیک بھی
اسپر اجماع منعقد ہوگیا ہے اور حدیث لانبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلّم آپکا بھی ہے
موئد اسکی ہے پھر خلاف حدیث اور اجماع کے آیۃ خاتم النبیین کے معنی ایسے لکھنے جس سے
چھ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ بعد خاتم مطلق بھی ہونا جائز ہو بلکہ بہتر ہوتا کہ
افضلیۃ بڑھجاے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا ایسا شخص پور اسنی رہجاتا ہے کیا اسکو
تفسیر بالرای نہین کہتے نَعُوذُ بِاللہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
یَّھْدِی اللہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔

جواب - حاصل اس اعتراض کا یہ ہے کہ خاتمیۃ مرتبی مخالف مراد قرآنی ہے جو بالاجماع
مراد ہے اور نیز مخالف حدیث ہے اور اس وجہ سے اس تفسیر کو تفسیر بالراے کہنا چاہئے
اور اسکے قائل اعنی قاسم کو اعاذہ اللہ من الابتداع مبتدع مگر معلوم نہین کہ ان معنون کو
مولانا مخالف اجماع کیونکر سمجھتے ہین اجی حضرت مخالفۃ تو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریۃ زمانی
ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیۃ زمانی ہین معارض ہونا کجا اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کرکے
کوئی نکتہ زائدہ کہنا بدعت ہے تو مین اکیلا کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہونگے
خیر مرگ انبوہ جشنی دارد غنیمت ہے آپ نے تنہا ہمین پر عنایت نہین فرمائی دور دور تک
آپ کے ارادے ہین مولانا پہلے مخالفۃ و موافقۃ کے معنی سمجھئے پھر بدعت و سنۃ کی تعریف
مقرر کیجئے تسپر تفسیر بالراے کی کوئی تفسیر کیجئے اوسکے بعد یہ اعتراضات زبان پر لائیے تفسیر بالراے
کی تقریر آخر تحذیر مین عرض کرچکا ہون پہلے اوسکے ابطال سے فراغت پائی تب کہین تعریض تفسیر بالراے

کیجئے نہ یہ ابتداع ہے نہ یہ تفسیر بالرا ے نہ مخالفۃ اجماع مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیۃ
زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی ہان خاتمیۃ
زمانی مع شئی زائد ثابت ہوگی اگر آپ مخالفۃ اجماع ثابت کرتے ہین توکسی کتاب مین یہ بات
نکال کرلائے کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہین کہ خاتمیۃ زمانی سے زیادہ مراد لینا نچاہیے جو خاتمیۃ
مرتبی مرادلی وہ مبتدع ہے بلکہ آپ اتناہی دکھلادیجے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہین
ہان یہ مسلم کہ خاتمیۃ زمانی اجماعی عقیدہ ہی رہی یہ بات کہ وہ کہان سے ماخوذ ہے اجماعی
نہین مگر آپ کو شاید عبارۃ شفا پر نظر ہوگی سو اُسکا جواب بندۂ کمترین مولوی محمد علی صاحب کے
سوالات کے جواب مین لکھ چکا ہے اُسکو ملاحظہ فرمالیجئے الغرض قول صاحب شفا بمقابلۂ
تاویلات و تخصیصات ملاحدہ ہی نہ بغرض اثبات ارادۂ خاتمیۃ زمانی بطور دلالۃ مطابقی اور اگر
وہان دلالۃ مطابقی ہی ہو تو پھر یہ مراد کہان ہے کہ اس سے زیادہ کی اجازۃ نہین ہوا اور ہو تو کیونکر
جیسے انسان پر حیوان کی دلالۃ مطابقی ہے الیسے ہی فرس پر بھی مطابقی ہے سو ایسے ہی یہان بھی
سمجھئیگا کہ کوئی شخص اگر دلالۃ علی الانسان کو مطابقی کہے تو جیسے اُس سے منع ارادۂ فرس لازم
نہین آتا ایسے ہی یہان بھی خیال کیجئے پھر اسپر آپ حدیث کو موید معنی کس غرض سے بتلاتے ہین
اگر یہ غرض ہے کہ خاتمیۃ زمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی
کسے ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث سے مدلول مطابقی ہونا خاتمیۃ زمانی کا ثابت ہوتا ہی
تو فرمائے حدیث کی کونسی الفاظ اس بات پر دلالۃ کرتے ہین کہ یہ حدیث خاتم النبیین ہی کے
تفسیر ہوسکتی ہے جیسے اور حدیثون سے اور مضامین ثابت ہوئی ہین اس حدیث سے یہ مضمون
ثابت ہوگیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر ہو خواہ نہو مولانا گستاخی معاف آپ کو تو ابھی اوس
اجماع کی حقیقۃ ہی معلوم نہین جو دربارۂ نبوت عقائد و احکام حجۃ ہوتا ہی آب گذارش قابل

گذارش یہ ہے کہ فضیلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنیوالا اگر مبتدع ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنی ہیں تو البتہ یہ کمترین مبتدع ہے ورنہ پہر فرمائیے کون ہوتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهدی اللہ فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له۔

محذور رابع۔ جو بعینہ محذور سادس منجملہ محذورات عشرہ ہے جسکا جواب لکہہ چکا ہون مگر بطور تنبیہ پہر یہ گذارش ہے کہ اس اعتراض کی بناء فقط مخالفۃ اثر مذکور و آیۃ خاتم النبیین بالمعنی المسلم و بالمعنی المجمع علیہ ہے مگر موافقۃ و مخالفۃ کا حال اوراق گذشتہ کے دیکہنے والون کو خوب معلوم ہو چکا ہے اسلئے بطور اختصار اتنا ہی بیان کافی ہے کہ و نوع طرح یہان موافقۃ مین مخالفۃ نہین سو اعتراض از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے فقط

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین فقط

مکتوب ثانی مولوی عبد العزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا عرض کرتا ہے بندہ ناچیز محمد عبد العزیز عفی عنہ بخدمت بابرکت مخدوم مکرم مطاع العوام و مطاع جناب مولانا محمد قاسم صاحب مد ظلہ العالی السلام علیکم و علی من لدیکم مکرما جواب عریضہ جو حضور سے عنایت ہوا تہا قبیل رمضان المبارک بعد تقاضاء بسیار شاگردان والا شان سے نقل اسکی میسر آئی غالبا مطابق اصل ہے ہر چند اصرار کیا اصل نہ دکہائی شاید اسمین کچہ مصلحت سمجہی ہو ابتداء رمضان شریف مین بسبب درپیش آنے سفر لکہنو کے دیکہنا اور جواب لکہنا میسر نہوا اخیر رمضان شریف مین دیکہا تو بعض مضامین کی تفصیل جواب محذورات عشرہ پر موقوف پائی مراد آباد آکر انکو بہی طلب کیا تین چار محذورات کے جواب ملے مطلوب تمام حاصل نہوا الغرض مضامین

دوراز مطلب سے تعرض کرنا اور مواخذات لفظیہ پر توجہ خالی عن التحصیل سمجھکر عرض سامی مطالب ضروری ہے زیادہ فرصت
نہین حاصل آپکی تقریر کا یہ ہے کہ نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وصف خاتمیت مطلقہ مین آپکے نزدیک ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہین اور فرق ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر مین یون ارشاد فرمایا کہ ممتنع بالذات نقیض یا
ومخالف واجب بالذات کا ہوتا ہے اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات امتناع ضرورۃ سلب کا نام ہے اور وجوب ضرورۃ ایجاب کا
اور ضرورۃ ایجاب کے تین مادہ بطور حصر لکھے یعنی حمل عین الشئی علی الشئی وحمل جزئہ علیہ وحمل لازم ذاتہ بالمعنی الاخص علیہ اور لازم
ذاتی کو ناشی عن الذات اور صادر من الذات فرمایا یہان سے معلوم ہوا کہ علت لازم ذاتی کی ذات ملزوم ہوتی ہے والا
بقول آپکے انفکاک جائز ہوگا اسکی تصریح جواب محذورات مین بھی ہے اور تحذیر الناس مین خاتم کو بمعنی موصوف بالذات لیا ہے
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ موصوف بالذات مین وصف موصوف کا ذاتی اور ناشی عن الذات ہوتا ہے صفحہ ۵ تحذیر مین
موجود ہے پس وصف نبوۃ خاتم کا مقتضائے ذات اور ناشی عن الذات اور لازم ذاتی ہوگا بلکہ اس وصف کا عین ذات خاتم
ہونا بھی جواب محذورات مین جائز رکھا ہے پس حمل اس وصف کا ذات خاتم پر ضروری اور واجب بالذات ہوگا کیونکہ
بسبب لازم ذاتی ہونیکے مادہ وجوب ذاتی کا ہے پس لامحالہ بمقابل اسکا مادہ امتناع ذاتی کا ہوگا اب سنئے کہ جب آپکے قول کے
موافق الخاتم خاتم ضروری اور واجب بالذات ہے تو لامحالہ الخاتم لیس بخاتم ممتنع بالذات ہوا اور ظاہر ہے کہ
جب خاتم مطلق دوسرا آپکے نزدیک ممکن ہے اور اوسکو واقع اور موجود فرض کیا تو خاتم اول خاتم مطلق نرہا
یہ اور خاتم مطلق نکلا جسکا وہ خاتم خاتم نہین پس قضیہ الخاتم الآخر موجود مستلزم الخاتم لیس بخاتم کا ہوا جیسے الحجر شجر
مستلزم الحجر لیس بحجر کا ہے پس مثل الحجر شجر کے الخاتم الآخر موجود ممتنع بالذات ہوا آپ خود ہی فرماتی ہین کہ جس حمل سے
سلب الشئی عن نفسہ لازم آوے وہ ممتنع بالذات ہوتا ہے چنانچہ الحجر شجر کو اسی بنا پر ممتنع بالذات فرمایا ہے جیسے مفہوم
حجر مین نفی شجریۃ آپکے نزدیک ماخوذ ہے ایسے ہی ہر عاقل کے نزدیک مفہوم خاتم مطلق مین نفی خاتم آخر بلکہ نبی آخر ماخوذ ہے پس
الخاتم الآخر موجود بلکہ النبی بعدہ الخاتم المطلق موجود بسبب مستلزم ہونے سلب الشئی عن نفسہ یعنی الخاتم
لیس بخاتم کے ممتنع بالذات ٹھیرا پس نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع بالذات ہونا

آپ کے معنی لینے سے بہی ثابت ہو گیا جیسے ہمارے معنی مجمع علیہ سے ثابت ہوتا ہے اور تقریر دلیل یہی ہے جو عرض کی کہ وجود خاتم مطلق آخر کا مع الخاتم یا بعد الخاتم مستلزم الخاتم لیس بخاتم کا ہے پس ممتنع بالذات ہوا بلکہ آپ تو بطریق اولی ممتنع بالذات کہئے آپ تو وصف نبوۃ کو خاتم کا ذاتی فرماتے ہین پس سلب اوسکا بدرجۂ اولی ممتنع بالذات ہوگا ہم لوگونکو اگر ممتنع بالذات ہونے نظیر خاتم النبیین مین تردد ہوتا تو ہوتا کہ ہمارے نزدیک ہر وصف مین موصوف بالذات ہی ہونا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بلکہ ہر ممکن کا ممتنع بالذات ہے بڑی حیرت اور تعجب ہے کہ خود ممکنات کے وجود اور کمالات کو سبب کو عرضی بمعنی بالعرض فرماوین اور ہم سے انصافاً پوچہین کہ بہلا کوئی مسلمانون مین ایسا ہوگا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ وعن صفاتہ سمجہے اور پہر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف بالذات بوصف نبوۃ فرماوین اور اس وصف کو اونکا ذاتی اور لازم ذات اور ناشی عن الذات او رمقتضاے ذات اور صادر عن الذات بلکہ عین ذات فرماوین بلکہ آفتاب کے نور کو بہی اسکا ذاتی کہین اور اگر تنبیہاً عرض کرتا ہون کہ مولانا صاحب ذرا غور تو کیجے موصوف بالذات کہنے پر کتنی خرابیان لازم آتی ہین تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تجکو بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے آنا انکار کرتا ہے و ناہیون کو بدنام کرتا ہے اور آپ اونکا کام کرتا ہے قصور معاف ہو ہمپر تو یہ طعن کہ توحید خداوندی کو منسوخ کر کے توحید محمدی پر ایمان ہے باوجودیکہ ہماری توحید محمدی منافی توحید خداوندی کی نہی محمد خاتم الانبیاء مطلقاً لانبی بعدہ فی حیز الامکان واحد لا مثل لہ ولا نظیر ہمارا ایمان ہے اور یہ ہرگز مخالف ومناقض لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی نہین اگر یہ ہو تو ہمکو تنبیہ کیجے پہر آپ ہی از وہ توحید محمدی اختیار کی کہ ناسخ توحید خداوندی کی ہے یعنی موصوف بالذات ہونا جو خاصہ خداوند تعالی

کریم کا ہے نبی کریم کو ثابت کیا فرمائیے نسخ توحید خداوندی کسنے کیا اور تشبہ بالنصاری کسکو لازم آیا اور
یہ جواب لکھتے ہین کہ میری غرض اثبات افضلیۃ ہے اور اس آیۃ کے اگر یہ معنی نہ لئے جائین تو
ہرگز افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی اور کوئی نص کلام اللہ مین ایسی موجود نہین جس سے ثبوت
افضلیۃ ہوا ور اگر ہو بہی تو یہ توقع نہین کہ ہمارا تمہارا ذہن وہان تک پہونچے حدیث واجماع کا
ثبوت ایسا نہین جس سے انکار نہو سکے یہ سب خیالات آپ کے فاسد و بے اصل ہین اولاً تو
یہان بحث افضلیۃ کی نہ تہی خاتمیۃ کی تہی اوسکو ثابت کرنے کی کیا ضرورۃ تہی خود بالنص ثابت
تہی یون فرمائے کہ خاتمیۃ جو بعبارۃ النص ثابت تہی وہ اثر ابن عباس کو بظاہر رد کرتی تہی
اوسکے رفع معارضہ کے واسطے اس قدر تکلیف اوٹہائی خاتم کے معنی لغوی چہوڑ کر موصوف بالذات کی
معنی سنئے مینہ سے بہاگ کر پرنالے کے نیچے آ کہڑے ہوئے جو کوئی اس معنی سے انکار کرے یا اوسکے
خرابی کا اظہار کرے اوسکو دہمکاتے ہین کہ مین تو افضلیۃ ثابت کرتا ہون تو اُس سے انکار
کرتا ہے بے اس معنی کے افضلیۃ کب ثابت ہوسکتی ہے ای حضرت افضلیۃ کا کیا ذکر ہے
معارضہ حدیث وآیۃ کا تو خاتمیۃ مطلقہ مین ہے آپ نے رفع معارضہ کے واسطے خاتم کو اپنے
معنی لغوی سے پہیر کر موصوف بالذات کے معنی پر لیا فقیر نے ان معنی کو محال سمجھکر انکار کیا
تو آپ فرماتے ہین کہ تو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ کوئی نصرانی
کسی نصرانی کے سامنے ابن اللہ ہونے عیسی علیہ السلام پر دلیل لاوے دوسرا اوسکی
عنان گیری کرے اور کہے کہ تو کیا کہتا ہے کہین عبد اللہ بہی ابن اللہ ہوتا ہے اسکے جواب مین پہلا نصرانی دوسرے سے کہے
کہ تجکو بہی عیسی علیہ السلام سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہے اور اگر آپکی یہ غرض ہو کہ
آیت صرف خاتمیۃ کے واسطے مسوق نہین ہوئی بلکہ افضلیۃ کے واسطے بہی مسوق ہے تو یہ مسلم ہے مگر ثبوت افضلیۃ
مبنی بر خاتمیۃ مطلقہ ہے اور خاتمیۃ آپ کے معنی کی موقوف ہے موصوف بالذات ہونے خاتم پر

اور یہ محال ہے جیسے گذرا پس وہ افضلیۃ جسکے آپ درپے تھے ثابت نہوئی ہان ہماری معنی سے
بخوبی ثابت ہے لفظ خاتم صرف تاخر زمانی پر نہین دلالت کرتا بلکہ افضلیۃ پر بہی دال ہی اسلئے کہ
محاورہ اہل لسان کا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وصف مین اپنے اقران سے افضل ہوتا ہے تو
کہتے ہین کہ یہ وصف اسپر ختم ہے مثلاً کہتے ہین پہلوانی اسپر ختم ہے فقاہت اُسپر ختم ہی اسی محاورہ کی
موافق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ نبوۃ میرے ممدوح پر ختم ہے یہ سب نبیونکا خاتم ہے پس خاتمیۃ مطلقہ
لغۃً اور عرفاً اظہر من الشمس فی نصف النہار سمجھی گئی نہ صرف تاخر زمانی کلام الٰہی جامع بلیغ فی غایۃ البلاغۃ
ہے اگر صرف تاخر زمانی بیان کرنا ہوتا تو فرماتا ہو آخر الانبیاء زماناً مگر چونکہ اظہار رتبۂ محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم منظور تہا اسلئے لفظ خاتم اختیار فرمایا تبارک اللہ احسن المتکلمین
اب ثبوت افضلیۃ تو اسی آیۃ سے ہوگیا آپ کی توقع کے خلاف ہوا فضل الٰہی سے ہمارا ذہن تو
پہونچ گیا دعا کرتے ہین کہ آپ کا ذہن بہی پہونچ جاے اور موصوف بالذات کہنے سے باز آوین
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پر عمل فرماے توقع قطع نہ کیجیے اس آیۃ کے سوا اور آیات بھی
ثبوت افضلیۃ پر دال ہین قطع نظر حدیث و اجماع سے جیسے آیۃ رحمۃ للعالمین کنتم خیر امۃ
الآیۃ و اذ اخذنا میثاق النبیین الآیۃ وغیر ذلک مگر افضلیۃ چونکہ امر ثابت ہے اور اُسکا کوئی
مسلمان منکر نہین معلوم ہوتا تو اوسکے اثبات مین تطویل لاطائل ہے اور ثبوت افضلیۃ اگر
حدیث و اجماع سے بہی کرین تو بہی ایسا نہین جس سے کوئی مسلمان انکار کرسکے ہان یہ ہوسکتا ہی کہ
جو حدیث یا اجماع آپ پیش کرین اوسکی سند مین کلام کرسے یہ آپ کو چاہیے کہ حدیث یا اجماع
بے سند نہ ظاہر کرین مگر آپ نے تو موصوف بالذات ہونے کے ثبوت مین اجماع تو کیا کوئی حدیث
ضعیف بہی نہ لکہی جس سے کوئی انکار کرتا یا نکرتا آپ نے تو صرف ایک خیال محال باندہا ہی
پہر اوسکے اتباع کے ہمسے متوقع ہین اگر اتباع مین فی الواقع قصور پاتی ہین تو کیسی کیسی عتاب فرماتی ہین

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	معلول	معلولی
۶		بالمعنی الانفس	یہ لفظ زائد ہے
۹	۲۰	انہدا	ماہذا
	۶	کو	کا
۹	۱۹	افضلیہ سے	افضلیہ سے استثنا انکار ہے
۱۰	۸	سب	نسب
۱۰	۱۹	زائد	زیادہ
۱۱	۱	ممکن	ممکن ہو
۱۱	۱۸	نہو	ہو
۱۴	۱۵	وہی	رہی
۱۶	۱۲	کیونکہ	کیونکر
۱۷	۱	کہ جتنی	بلکہ یہ کہنا ہے کہ جتنی
۱۷	۱۳	سردست تو غرض	سردست تو یہ غرض ہے
۱۸	۱۱	بانیوجہ	یعنی بانیوجہ
۱۸	۱۶	مرتبہ	مرتبہ رحمانیت
۲۰	۴	کسی رکن یا حاسہ	کسی رکن کی ادراک یا حاسہ
۲۰	۶	فرق	وہ فرق
۲۱	۵	طرف	طرف سے
۲۲	۵	انداز	انذار
۲۲	۱۳	اثبات مدعا	مدعا
۲۳	۱	اور غلطی	اور علانیہ غلطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۹	عمر مجاز	عموم مجاز
۲۶	۱۱	جواب ربارہ	جواب پیرانام لیکنی میں دربارہ
۲۸	۱۵	بالذات	واجب بالذات
۳۰	۴	اجتماع	اور اجتماع
۳۰	۱۱	اوسکے	اور اوسکے
۳۲	۷	مفہوم وہ	مفہوم وہ ہے
۳۳	۷	شے وہ	شے وہ ہے
۳۲	۱۲	اگر	اور اگر
۳۳	۱۴	اور بعض	اور پھر بعض
۳۴	۸	نورآئینہ	نورانیت
۳۵	۱۲	کیونکہ	کیونکر
۳۵	۱۸	شدید	تشدید
۳۷	۴	ہاں تقدم	ہاں اگر تقدم
۳۷	۱۲	ذکر	ذکر کیا
۳۷	۱۴	اسطرح	اسیطرح
۴۲	۵	دلائل سے	دلائل سے ثابت ہے
۴۸	۴	یعنی	بیتی
۵۰	۴	اگر	اگرچہ
۵۰	۵	ثبوت اور دلنشینی	ثبوت دلنشینی
۵۲	۱۵	نگویم	نگویم مشکل
۵۶	۹	وہ وہ	واہ واہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۹	محبول	محمول کے	۹۶	۹	کی	کی لئے
۵۷	۹	سمجھکر	سمجھا	۹۶	۹	بہی تر	بہی کم
۵۸	۷	کو	کا	۹۸	۴	مفاد	مضاد
۵۸	۱۲	صیحۃ	صحۃ	۹۸	۷	نہو	ہو
۵۸	۱۳	صیحۃ	صحۃ	۹۸	۱۹	عبادۃ خداکی	عبادۃ کی خداکیطرف
۵۸	۱۵	صیحۃ	صحۃ	۹۸	۱۹	نہ بہی	یہ بہی نہی
۶۴	۹	گذشتۃ	گذشتۃ مین	۹۹	۱۳	یہ بات	نہ یہ بات
۶۵	۱۲	صیحۃ	صحۃ	۹۹	۱۴	ورنہ	اور نہ
۶۷	۱۴	رجوع	رجوع کرنا	۱۰۰	۱۶	نوع	نوعی
۶۹	۱۰	نہین ہو	نہین	۱۰۲	۸	جبیبی	جیسی خاصتہ
۶۹	۱۰	کیونکر	کیونکر ہو	۱۰۴	۳	دعوی	اگر دعوے
۷۰	۹	ہین	ہے	۱۰۴	۴	بوجوہ	آپکو بوجوہ
۷۵	۲	صوفیا	صوفیہ	۱۰۶	۱	بار	بان
۸۳	۹	مذکور	مذکور کے	۱۰۶	۱۲	مقصودیہ	مقصدویہ
۸۳	۱۸	کہ	تو	۱۰۶	۱۶	نین اختہ	انداختہ
۸۵	۱۳	نشود غوغا	نشو ونما				
۹۱	۱۵	دیکھیگا	لکھیگا				
۹۲	۱	اہول	احول				
۹۳	۴	دوسرین بہی شرط	دوسرے کیلئے شرط				
۹۵	۲۰	ضروریہ	ضروریہ ہوگا				
۹۵	۱۲	صلعم	صلعم ہی				